عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

جلد نمبر ۱۵ | ۷ تا ۱۳ جمادی الاول ۱۴۱۷ھ بمطابق ۲۰ تا ۲۶ ستمبر ۱۹۹۶ء | شمارہ نمبر ۱۷

جاہلیت

کسی خاص عہد

کا نام نہیں

مرزا غلام احمد قادیانی کا مقدمہ

اہلِ عقل وانصاف

کی عدالت میں

قبولیتِ عبادت

کی علامت

مرزا قادیانی کے کشف والہام کی حقیقت

قیمت: ۵ روپے

عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت کی ۶ نئی مطبوعات

مکمل سیٹ منگوانے پر خصوصی رعایت

تحریکِ ختم نبوت ۱۹۷۴ء جلد سوم

۷۰۰ صفحات

تالیف: مولانا اللہ وسایا صاحب

○ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء آغاز تحریک سے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء اختتام تحریک لاہور کی مکمل تحقیقی رپورٹ ○ سانحہ ربوہ کی وجہ سے ملک گیر تحریک کی ہر شہر و قصبہ کی رپورٹیں ○ اہم شخصیات کے انٹرویوز ○ اخبارات و جرائد کی تمام خبریں، اداریے، رپورٹیں ○ تاریخی اشتہارات، نظمیں ○ کتاب کا مکمل اشاریہ

کمپیوٹر کتابت، عمدہ طباعت، سفید کاغذ، چار رنگا سرورق، مجلد قیمت ۲۰۰/-

قومی تاریخی دستاویز (اردو)

قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی مکمل کارروائی

مرزا ناصر و صدر الدین۔ قادیانی ولاہوری دونوں گروپوں کے مرزائی سربراہوں پر ۱۹۷۴ء کی قومی اسمبلی میں ۱۳ دن جرح ہوئی جس کی مکمل تفصیلات (سوالاً وجواباً) اس میں شامل ہیں اس تحریر کو پڑھنے سے آپ کو محسوس ہوگا کہ براہ راست قومی اسمبلی کی کارروائی دیکھ رہے ہیں۔

کمپیوٹر کتابت، عمدہ طباعت، سفید کاغذ، مجلد، چار رنگا ٹائٹل لیمینیشن۔ صفحات ۴۰۰ سے زائد

قیمت ۱۵۰ روپے

قادیانی عقائد کا انسائیکلو پیڈیا

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ

جدید ایڈیشن

از: پروفیسر محمد الیاس برنی۔ ایم اے، ایل ایل بی

کمپیوٹر کتابت پہلی بار۔ نئے حوالہ جات۔ اغلاط سے مبرا۔ سفید کاغذ بہترین طباعت۔ مضبوط و عمدہ جلد۔ چار رنگا ٹائٹل۔ ایک تاریخی علمی دستاویز جس میں قادیانی تحریک کے عقائد و عزائم، مکمل تاریخ، قادیانیوں مذہبی و سیاسی قلابازیوں کی مکمل تفصیلات جس نے قادیانی تحریک کے چہرہ سے پردہ چاک کر دیا۔ صفحات ۱۱۶۴

قیمت ۳۰۰/- روپے

احتسابِ قادیانیت

از قلم: مناظرِ اسلام مولانا لال حسین اختر

حضرت مناظر اسلام کے رد قادیانیت پر تمام رسائل کا مجموعہ

جدید حوالہ جات کا اضافہ۔ نئی کمپیوٹر کتابت

بہترین کاغذ۔ عمدہ طباعت۔ مضبوط جلد۔ رنگین ٹائٹل۔

صفحات ۳۰۰ قیمت ۱۰۰/- روپے

رئیسِ قادیان

مرزا قادیانی کی مستند سوانح حیات

مولانا ابو القاسم رفیق دلاوری کے قلم سے

پہلی بار کمپیوٹر کتابت سے آراستہ و پیراستہ۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان اور مرزا جی کی پیدائش سے وفات تک اچھوتی و عمدہ تاریخی حقائق پر مشتمل مکمل سوانح۔ مرزا جی کے قول و عمل سے مزین علمی و تاریخی دستاویز۔ عمدہ کاغذ بہترین طباعت۔ مضبوط جلد۔ چار رنگا ٹائٹل۔ صفحات ۶۷۶

قیمت ۱۵۰/- روپے

تحفۂ قادیانیت (جلد دوم)

کاغذ و طباعت مثالی۔ بہترین کمپیوٹر کتابت

تالیف

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

یہ جلد حضرت مصنف مدظلہ کے ۹ مقالات کا مجموعہ ہے۔ تاریخی، مذہبی، سیاسی مباحث پر مشتمل عمدہ علمی دستاویز ہے۔ درج ذیل عنوانات پر مقالات ہیں:

○ دار العلوم دیوبند اور مسئلہ ختم نبوت ○ مسئلہ ختم نبوت اور مولانا نانوتوی ○ معرکۂ قادیان ولاہور ○ ظلی نبوت کا تار عنکبوت ○ پیام اقبال اور فتنۂ قادیانیت ○ مرزا طاہر کے جرمنی کے چیلنج کا جواب ○ ربوہ سے تل ابیب تک ○ ربوہ سے تل ابیب تک کے جواب کا جواب الجواب ○ مرزا قادیانی کے دعوے ارتداد سپریم کورٹ جنوبی افریقہ میں تحریری بیان —— فتنۂ قادیانیت کو سمجھنے کے لئے بہترین کتاب۔

مضبوط جلد۔ چار رنگا ٹائٹل۔ صفحات ۴۰۰ سے زائد۔ قیمت ۱۵۰ روپے

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان

مکمل سیٹ پر چالیس فیصد رعایت، وی پی نہ ہوگی، پوری رقم کا پیشگی آنا ضروری ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATME NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوت

۷ تا ۱۳ جمادی الاول ۱۴۱۷ھ
مطابق ۲۰ تا ۲۶ ستمبر ۱۹۹۶ء

جلد نمبر ۱۵
شمارہ نمبر ۱۷

REGD. NO. SS-160

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول
عبدالرحمن باوا

اس شمارے میں

اداریہ	۴
مرزا غلام احمد قادیانی کا مقدمہ اہل عقل و انصاف کی عدالت میں	۷
جاہلیت کسی خاص عہد کا نام نہیں	۱۱
قبولیت عبادت کی علامت	۱۴
مرزا قادیانی کے کشف و الہام کی حقیقت	۱۹
قافلہ امیر شریعت فتح و کامرانی کی دہلیز پر	۲۲
اخبار ختم نبوت	۲۶

مجلس ادارت
مولانا عزیز الرحمن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ○ مولانا منظور احمد حسینی
مولانا محمد جمیل خان ○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر
حسین احمد نجیب

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ڈیزائننگ
ارشد دوست محمد

قیمت ۱۵ روپے

بیرون ملک چندہ
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۱۰۰ ڈالر امریکی ○ یورپ اور افریقہ ۷۰ ڈالر امریکی
○ متحدہ عرب امارات و انڈیا ۴۰ ڈالر امریکی
چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ الائیڈ بینک، نوری کلان برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۰۳ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

اندرون ملک چندہ
سالانہ ۳۰۰ روپے
ششماہی ۱۲۵ روپے
سہ ماہی ۶۵ روپے

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان۔ فون 514122، 583486
فیکس 542277

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

LONDON OFFICE
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 0171-737-8199.

پبلشر: عبدالرحمن باوا | طابع: سید شاہد حسن | مطبع: القادر پرنٹنگ پریس | مقام اشاعت: ۱۰۳ نیو رضاکار کالونی کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مذہبی قتل وغارت کی نئی لہر ــــــــــــ قاتل گرفتار نہیں ہوں گے؟

اگست یوم آزادی پر سپاہ صحابہ کی شوکت اسلام ریلی پر دہشت گردوں کے حملے کے نتیجے میں بارہ انسان خاک و خون میں نہا گئے۔ خبروں کے مطابق ہزاروں پولیس والے علاقے میں موجود تھے لیکن قاتل بحفاظت واپس چلے گئے۔ اطلاع کے مطابق پولیس افسر اسے تقدیر کا فیصلہ قرار دے کر نظر انداز کر رہے تھے۔ خبر چھپی ہے کہ قاتلوں کی گرفتاری پر ۲۰ لاکھ روپے کا اعلان مقرر کر دیا گیا ہے۔ حسب روایت ادھر ادھر سے لوگوں کی پکڑ دھکڑ شروع ہوئی جو تفتیش کے بہانہ راستے سے گذاری گئی اب خبر ہے کہ: جمشید روڈ پر ۱۴ اگست کو فائرنگ کے واقعہ کے مبینہ ملزمان سے خصوصی ٹیم تفتیش کر رہی ہے۔ ذرائع کے مطابق ملزمان نے ابھی جرم کا اعتراف نہیں کیا ہے تاہم ملزمان نے چند دیگر ملزمان کے ناموں کا انکشاف کرتے ہوئے خیال ظاہر کیا ہے کہ وہ اس واقعہ میں ملوث ہو سکتے ہیں۔ ذرائع کے مطابق ملزمان کی ساتھی لڑکی رانی سے ایک دوسرے مقام پر تفتیش کی جارہی ہے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۲۴ر اگست)

جمشید روڈ کے خونی سانحہ کے چند روز بعد پنجاب کے ضلع وہاڑی کے قریب قتل وغارت کا ڈرامہ دہرایا گیا جس میں پندرہ جنازے تیار کر دیئے گئے اور اخباری اطلاع کے مطابق کارگذاری کے خانے میں کئی ایک افراد کو حراست میں لیکر تفتیش کی چکی سے گذارا جارہا ہے۔ حالات و انداز واردات کی صرف اخباری خبروں پر نظر ڈالی جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ انتہائی تربیت یافتہ گروہ مضبوط خفیہ اطلاعات کی بنیاد پر ٹھیک نشانے لگانے میں کامیاب ہو رہا ہے اور اندیشہ سے آگے بڑھ کر اب خطرات منڈلانے لگے ہیں کہ سوچی سمجھی منصوبہ بندی کے تحت ملک کو خانہ جنگی کی سمت دھکیلا جارہا ہے۔ اسی نوع کے واقعات کا تسلسل اور تفتیش کے انداز سے اصل مجرموں کا تحفظ مستقبل کا خوفناک منظر دکھا رہا ہے۔ کیا صدر مملکت سے لیکر نیچے تک تمام مقتدر حلقے عنداللہ جواب دہی سے بے خوف ہو کر اطمینان کی بانسری بجاتے رہیں گے؟ آخر کب تک؟

جنوبی سندھ میں قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں

پاکستان ایک آئینی ملک ہے اور حکمران آئین کی وفاداری کا حلف اٹھا کر مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوئے ہیں مگر آئین کی حفاظت اور عملاً" نفاذ سے بے بہرہ "بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست" پر کاربند نظر آتے ہیں۔ مسلمانوں کو مرتد بنانے کی سرگرمیاں یوں تو پورے ملک میں بلا کسی سرکاری گرفت کے آزادانہ جاری ہیں۔ لیکن بعض علاقوں میں تو تشویشناک صورت اختیار کر گئی ہیں۔ صدر مملکت کے آبائی ضلع ڈیرہ غازی خان پر عیسائی مشنریوں کی یلغار ہے۔ جنوبی سندھ کا ضلع ٹھٹھہ' بدین اور تھر کا علاقہ قادیانی اور عیسائی مشنریوں کے طوفان کی زد میں آیا ہوا ہے۔ ضلع بدین چاول اور گنے کا علاقہ ہے اور شکر کے

تقریباً" آٹھ کارخانے کام کر رہے ہیں۔ تیل اور گیس کی دریافت نے علاقہ کی اقتصادی اہمیت میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ کھوسکی ٹولاری اور بدین تعلقوں میں پورے پورے گاؤں قادیانیوں کے آباد ہیں یہاں وہ بڑے منظم طریقے سے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کا جال پھیلا رہے ہیں جہاں نوجوان طبقہ بہتر مستقبل کے لالچ میں قادیانیوں کے دام ہم رنگ زمین میں بڑی آسانی سے گرفتار ہوتا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ سرکاری اسکولوں میں تربیت یافتہ مرد و خواتین قادیانی ٹیچرز نوجوان لڑکے لڑکیوں پر اثر انداز ہو رہے ہیں۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد کارخانوں میں اچھی نوکریاں دلا کر خوب صورت لڑکیوں سے شادی کا لالچ دیا جاتا ہے۔ الغرض ترغیب و تحریص کے حربوں سے قادیانیت کا کھلے عام پرچار کیا جا رہا ہے۔ ٹھٹھہ کے قریب قادیانیوں نے پچھلے دنوں خوب دنگا فساد بھی برپا کیا تھا۔ ٹنڈ کی تحصیل جاتی میں مشہور قادیانی سر ظفر اللہ خان کی بڑی جاگیر ہے جس پر چوہدری شریف نامی قادیانی کا خاندان نگرانی کرتا تھا۔

مرکزی و صوبائی حکومتوں کی آئینی ذمہ داری ہے کہ اس بات کی تحقیق کریں کہ جنوبی سندھ خصوصاً" ضلع بدین میں شکر کے کارخانوں اور اسکولوں کالجوں کے بڑے عہدوں پر قادیانی اور عیسائی افسروں ہی کا کیوں تقرر کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ قادیانیت اور عیسائیت کی تبلیغ و اشاعت کی سرگرمیوں میں ملوث ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ان علاقوں کے علماء کرام اور دینی حلقوں پر مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کی ذمہ داریاں بہت بڑھ جاتی ہیں۔ جنوبی سندھ کے مذکورہ علاقے موجودہ سیاسی پس منظر میں انتہائی حساس اور بہت اہمیت کے حامل ہو گئے ہیں۔ حکومت اور بہی خواہان امت اسلامیہ کو اس طرف سنجیدگی سے توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بھارتی سرحدوں کے قرب کی وجہ سے صورت حال اور بھی تشویشناک ہے۔

توہین رسالت اور قرآن کی بے حرمتی کے واقعات

اخبار میں چھوٹی سی خبر لگی ہے کہ:

"کبیر والا (نامہ نگار) نواں شہر غربی کی ایک غیر مسلم عورت نسرین عرف گڈو کے خلاف قرآن کی بے حرمتی کے الزام میں مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ ملزمہ نے بجلی کے کھمبوں اور مختلف مقامات پر مقدس اوراق کے ڈبوں سے قرآنی اوراق اور قرآن پاک کے نسخے نکالے اور انہیں نالی میں پھینک دیا۔ اسے موقع پر پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا گیا"۔ (روزنامہ پاکستان لاہور ۲۴ اگست ۹۶)

اس سے قبل بھی کچھ بھنگی لڑکوں نے توہین رسالت کا ارتکاب کیا تھا جن کو "ہیرو" بنا کر وزیر اعظم صاحبہ نے جرمنی بھجوا دیا تھا۔ اس کے بعد سکھر کی عیسائی لڑکی نے یہ جرم کیا لیکن اس نے توبہ کر لی اور رحمت خداوندی نے اسے اسلام کی آغوش میں پناہ دیدی۔ اب یہ واقعہ رونما ہوا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی سازش کے تحت اس سے یہ کام کروایا گیا ہے۔ علاقے کے بااثر دینی زعماء کو اس طرف توجہ دینی چاہئے اور اس عورت کو اس کام کی برائی بتا کر اسلام کے دامن رحمت میں پناہ لینے کی تلقین کرنی چاہئے اور اگر وہ سازشی کردار کی حامل ہے تو علاقے کے بااثر مسلمان مقتدر حضرات کی مدد سے اسے کیفر کردار تک پہنچا کر دوسرے غیر مسلموں کے لئے درس عبرت بنادیں۔ یہ کام بڑی فراست کا متقاضی ہے ورنہ عاصمہ جہانگیر وزیر اعظم پاکستان کے ذریعہ اس ناہنجار کو "ہیروئن" کا مقام دلانے کی کوشش بھی کر سکتی ہے۔

ایک خبر کے مطابق خانپور میں ایک عورت نے قرآن کریم کو جلا دیا اس نے کسی جعلی عامل کے چکر میں آ کر یہ جرم کیا تھا آئندہ ایسے سنگین جرم کے سدباب کے لئے اصل مجرم کے ساتھ ایسے عامل کو بھی قرار واقعی تعزیر ضروری ہے جس نے ایسی حرکت پر انگیخت کیا۔ بعض خبروں کے مطابق جوتوں کے ڈبوں پر ایسے مطبوعہ کاغذ لگائے گئے ہیں جن پر اللہ، محمد اور آیات وغیرہ لکھی ہوئیں ہیں۔ ممکن ہے یہ جرم نادانستگی میں سرزد ہوا ہو لیکن ہے تو جرم توہین رسالت۔ ڈبے بنانے اور بنوانے والے مسلمانوں کے لئے بہتر یہ ہے کہ خلوص دل سے توبہ کریں اور آئندہ کے لئے اس بات کی احتیاط کریں اور مطبوعہ کاغذات استعمال کرنے سے مکمل پرہیز کریں۔ تاہم مسلمان تاجروں اور حکام کو اس اخباری اطلاع کی تحقیق کر کے قانونی کارروائی ضرور کرنی چاہئے تاکہ آئندہ کے لئے ایسے واقعات کا سدباب ہو سکے۔

وزیر اعظم صاحب! آپ کو نہیں ملک و قوم کو مولویوں کی ضرورت ہے

وزیر اعظم صاحب' پاکستان کے مسلمانوں کی بد اعمالیوں کی شامت سے حکمرانی کے مزے لوٹ رہی ہیں اور آئے دن اسلام اور شعائر اسلام کی توہین و استہزاء کے نشتر الگ چلاتی رہتی ہیں۔ تازہ ارشاد میں انہوں نے مولویوں کی ضرورت سے انکار کیا ہے۔ وزیر اعظم صاحبہ کو معلوم ہے کہ ان کا نکاح پڑھایا جاچکا ہے اور جنازہ پڑھانے کے لئے لوگ خود ہی کسی مولوی کو بلالیں گے باقی زندگی کا نقشہ ہی ایسا مرتب کیا ہے کہ کسی مولوی کا اس میں دخل ہی نہیں ہو سکتا لہٰذا زندگی کی رنگینیوں کو بد مزہ کرنے کے لئے مولویوں سے رابطہ کیوں رکھائے -------- لیکن تعجب ہے کہ کچھ عرصہ سے مولوی نما پیروں کے درباروں میں وزیر اعظم صاحبہ کی حاضری میں اضافہ ہو گیا ہے کہیں سے جادوئی ڈنڈا لیا جاتا ہے اور کسی کی قبر پر چادر چڑھائی جاتی ہے اور کسی جگہ چھڑی کی ضربیں لگتی ہیں۔ بہر حال یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے اور وہ مقتدرہ ہستی ہیں جو چاہیں کریں۔

(۱) مولوی کون ہے (۲) مسلمان مولوی سے بے نیاز ہو سکتے ہیں؟ (۳) کیا ملک و معاشرہ کو مولوی کی ضرورت نہیں؟ یہ سوال سنجیدہ غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں جن پر مختصر گفتگو ضروری معلوم ہوتی ہے۔

(۱) جس طرح ڈاکٹری حکمت' انجینئرنگ' سائنس وغیرہ دنیوی علوم کسی کا خاندانی ورثہ نہیں ہو سکتے بلکہ جو شخص ان علوم میں مہارت و دسترس حاصل کرلے وہ ڈاکٹر حکیم' انجینئر اور سائنس دان بن جاتا ہے اور دنیا انہی ناموں سے ان کو یاد کرتی ہے۔ اسی طرح علم الٰہی — قرآن و سنت — میں جو مہارت و دسترس حاصل کرلیتا ہے مختلف علاقوں اور زمانوں میں اس کو مولوی' علامہ' ملا اور امام وغیرہ کے القاب سے یاد کیا جاتا رہا ہے۔

(۲) ایک مسلمان اپنی انفرادی و معاشرتی زندگی میں اللہ و رسول کے بتائے ہوئے اصولوں کا ہر قدم پر محتاج ہوتا ہے۔ کھانا' کمانا' معاشرتی تعلقات' حقوق العباد وغیرہ ہر شعبہ زندگی میں اسلام نے مسلمانوں کو زندگی گذارنے کا خاص انداز اور تعلیم دی ہے اور یہی چیز ایک مسلمان کی زندگی کو کافر کی زندگی سے ممتاز و منفرد بناتی ہے کیونکہ کافر کسی ضابطہ کی پابندی کے بغیر خواہش نفس کے مطابق عمل کرتا ہے۔ جس طرح ہر شخص جسمانی علاج و ضرورت کے لئے ڈاکٹر کا محتاج ہے اسی طرح ہر مسلمان اسلام کی تعلیم کے لئے کسی ماہر شریعت کا محتاج ہوتا ہے۔ عام معاملات زندگی کے لئے تو مولوی کتابیں وغیرہ لکھ کر چھاپ دیتے ہیں اور مسلمان ان سے رہنمائی حاصل کرتے رہتے لیکن بہت سے معاملات جو کبھی کبھار پیش آتے ہیں جیسے طلاق' وراثت اور مالیات میں جائز و ناجائز صورتیں اور بہت سے مسائل ہیں' تو اس میں لامحالہ ماہرین شریعت سے اپنے مخصوص حالات میں رہنمائی ضروری ہو جاتی ہے اور دارالافتاء ہر شہر میں ہر مدرسہ میں موجود ہیں جہاں مسلمان بڑی تعداد میں اپنے مسائل کا حل دریافت کرنے آتے ہیں۔

(۳) آقائے دو جہاں حضرت محمد ﷺ پر نبوت تمام ہو چکی اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا البتہ نبوت کے علوم اور رہنمائی قائم و دائم رہے گی اور علماء انبیاء کے وارث ہو کر یہ فریضہ ادا کرتے رہیں گے۔ اس لئے جب تک دنیا قائم ہے اور اسلام زندہ ہے تب تک ماہرین علوم اسلام کا وجود بھی رہے گا اور ضرورت بھی ختم نہیں ہوگی۔ یہ ملک پاکستان اسلام کے نام پر اسلام کے لئے مسلمانوں نے بنایا ہے اس لئے اسلام کو یہاں باقی رکھنے کے لئے اسباب کی حد تک مدرسے بھی ضروری ہیں تاکہ تعلیم اسلام جاری رہے' علماء اور مولوی کا وجود بھی ضروری ہے۔ علم اٹھ گیا تو اسلام رخصت ہو جائے گا' اسلام نہ رہا تو پاکستان کا وجود جسے دنیا نے غیر فطری تقسیم کا نام دیا تھا---- اپنا جواز کھودے گا۔ اسلام کے بغیر سندھی' پنجابی' بلوچ اور پختون یا مہاجر اور مقامی کو متحد رکھنے والا کون سا مقناطیس ایجاد ہوا ہے جو سب کو ملا کر ایک قوم بنادے اور ایک خطے کے لوگ دوسروں کے ساتھ مل کر مربوط زندگی گذار سکیں۔ نسلی تقسیم نے عثمانی خلافت کو ختم کیا اور عرب ممالک درجنوں ٹکڑیوں میں بٹے نظر آتے ہیں۔

وزیر اعظم صاحبہ سے ہماری مخلصانہ اپیل ہے کہ اسلام اور شعائر اسلام کے استہزاء و مذاق کا وطیرہ نہ اپنائیں۔ جوانی چار روزہ ہے اور بڑھاپا قبر کے اندھیروں میں پہنچا کر ہی ساتھ چھوڑتا ہے۔ وزیر اعظم کے منصب کی ذمہ داری میں بہت سے تعمیری کام ہیں جب سب باحسن انجام دے چکیں تو پھر اسلام کی طرف توجہ کریں اور مولوی کو جو صلواتیں چاہیں سنائیں۔ اے کاش! وزیر اعظم صاحبہ اپنے منصب کا لحاظ رکھ سکیں!

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مرزا غلام احمد قادیانی کا مقدمہ

اہل عقل و انصاف کی عدالت میں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ:

مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۹۱ء تک اس اسلامی عقیدہ کا اظہار کرتا رہا کہ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے' لیکن ۱۸۹۱ء میں اس نے یہ دعویٰ کیا کہ اسے "خاص الہام" کے ذریعہ بتایا گیا ہے کہ "مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہوچکا ہے۔ اور اس کے رنگ میں ہوکر وعدہ کے موافق تو آیا ہے۔"

(تذکرہ طبع سوم ص ۱۸۳۔ ازالہ اوہام ص ۵۶۱۔ ۵۶۲)

مرزا صاحب نے اس الہام کی بنیاد پر اسلامی عقیدہ سے انحراف کرتے ہوئے مسیح علیہ السلام کے فوت ہوجانے اور اپنے "مسیح موعود" ہونے کا اعلان کردیا۔ زیر نظر رسالہ میں مرزا صاحب کے اس انحراف کے خلاف اہل عقل و فہم کی "عدالت انصاف میں مقدمہ" دائر کرکے ان سے دیانتدارانہ فیصلہ کی درخواست کی گئی ہے۔

مضمون ایک ابتدائیہ' چھ ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔

- ابتدائیہ میں اس مقدمہ کے تمہیدی امور درج ہیں۔
- باب اول میں قرآن کریم' حدیث متواتر' اجماع امت اور مدعا علیہ کے الہامات کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ جن کی بنا پر مدعا علیہ اسلامی عقیدہ (حیات و نزول مسیح علیہ السلام) کا اعلان و اظہار کرتا تھا۔
- باب دوم میں مدعا علیہ کے اسلامی عقیدہ سے انحراف کی تفصیل درج ہے۔
- باب سوم میں مدعا علیہ کے تبدیلی عقیدہ کی الہامی بنیاد پر بحث کی گئی ہے۔
- باب چہارم میں مدعا علیہ کی ان عذر تراشیوں پر گفتگو کی گئی ہے جو اس نے اپنے سابقہ عقیدہ پر قائم رہنے کے بارے میں پیش کیں۔
- باب پنجم میں ان گل افشانیوں کا ذکر ہے جو مدعا علیہ نے اپنے سابقہ اسلامی عقیدہ کے بارے میں کیں۔
- باب ششم میں مدعا علیہ کے دو تعلی آمیز دعووں کا ذکر ہے جن سے مدعا علیہ کے بارے میں اہل عقل کو صحیح فیصلے کرنے میں مدد ملے گی۔
- خاتمہ میں اس فیصلہ کا حوالہ دیا گیا ہے جو احکم الحاکمین کی عدالت نے مدعا علیہ کے بارے میں صادر فرمایا۔

اس رسالہ کی تالیف سے مقصود مدعا علیہ کی جماعت کی خیرخواہی ہے' کہ اگر توفیق الٰہی دستگیری فرمائے تو یہ حضرات فہم و انصاف سے کام لیں' مدعا علیہ کے بارے میں صحیح فیصلہ کرکے آخرت کے عذاب اور رسوائی سے بچ جائیں' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ساتھ جنت میں جانے والے بن جائیں۔

مولف کو معلوم ہے کہ مذہبی تعصب' گروہی عصبیت اور شخصی مفادات' دیانت و انصاف کے راستے میں دیوار بن کر کھڑے ہوجاتے ہیں' اور دیانتدارانہ فیصلہ کی راہ میں رکاوٹ بن جاتے ہیں' تاہم میں اپنے مخاطب حضرات سے خیرخواہانہ التجا کروں گا کہ عقیدہ کی تصحیح ہر شخص کا اولین فریضہ ہے' کل فردائے قیامت میں ہر شخص کو داور محشر کی عدالت میں پیش ہونا ہے' وہاں ہر شخص اپنا نامہ عمل ہاتھ میں لئے حاضر ہوگا' نہ اعوان و انصار مدد کے لئے موجود ہوں گے' نہ چرب زبانی کام دے گی' نہ تاویلات و تسویلات کام آئیں گی۔ ہر شخص کو اپنے عقیدہ و عمل کے بارے میں خود جوابدہی کرنی ہوگی۔ مولف رسالہ ان تمام حضرات سے' جن میں فہم و انصاف کی کوئی رمق باقی ہے' نہایت خیرخواہی و دل سوزی کے ساتھ درخواست کرتا ہے کہ جو حقائق اس رسالہ میں پیش کئے گئے ہیں' ان پر غور فرماکر آج اپنے عقائد و اعمال کا میزانیہ درست فرمالیں' تاکہ کل داور محشر کے سامنے آپ کو شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم کی ہدایت سے نوازیں' اپنے انعام یافتہ بندوں کی راہ پر مرتے دم تک قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائیں' اور ہر ضلالت و گمراہی سے ہماری حفاظت فرمائیں۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ صفوۃ البریۃ سیدنا محمد النبی الامی والہ وصحبہ اجمعین۔

ابتدائیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ مسیح موعود ہے' اور اس کے دعوے کی اصل بنیاد حضرت عیسیٰ کی حیات و وفات کا مسئلہ ہے' یعنی اگر

قرآن وحدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ ثابت ہو تو مرزا صاحب کا دعویٰ غلط ہے اور اگر وفات عیسیٰ کا عقیدہ ثابت ہو تو مرزا صاحب کا دعویٰ زیر بحث آسکتا ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"ایسے شخص کی نسبت' جو مخالف قرآن اور حدیث کوئی اعتقاد رکھتا ہے ولایت کا گمان ہرگز نہیں کرسکتے' بلکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے' اور اگر وہ کوئی نشان بھی دکھاوے تو وہ نشان کرامت متصور نہیں ہوتا' بلکہ اس کو استدراج کہا جاتا ہے۔ اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ سب سے پہلے بحث کے لائق وہی امر ہے جس سے یہ ثابت ہوجائے کہ قرآن وحدیث اس دعوے کے مخالف ہیں' اور وہ امر مسیح ابن مریم کی وفات کا مسئلہ ہے' کیونکہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر درحقیقت قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ کی رو سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات ہی ثابت ہوتی ہے تو اس صورت میں پھر اگر یہ عاجز مسیح موعود ہونے کے دعویٰ پر ایک نشان کیا بلکہ لاکھ نشان بھی دکھاوے تب بھی وہ نشان قبول کرنے کے لائق نہیں ہوں گے۔ کیونکہ قرآن ان کی مخالف شہادت دیتا ہے۔ غایت کار وہ استدراج سمجھے جائیں گے' لہذا سب سے اول بحث جو ضروری ہے' مسیح بن مریم کی وفات یا حیات کی بحث ہے' جس کا طے ہوجانا ضروری ہے' کیونکہ مخالف قرآن وحدیث کے نشانوں کا ماننا مومن کا کام نہیں' ہاں ان نادانوں کا کام ہے جو قرآن وحدیث سے کچھ غرض نہیں رکھتے"۔

(اشتہار بمقابل مولوی سید نذیر حسین صاحب سرگروہ اہل حدیث مندرجہ مجموعہ اشتہارات مطبوعہ لندن ص ۲۳۹ ج ۱)

"ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق و کذب آزمانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے' اگر حضرت عیسیٰ درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں' اور اگر وہ درحقیقت قرآن کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں"۔

(تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص ۱۲۸ خزائن ص ۲۶۴ ج ۱۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ دونوں عبارتیں مزید کسی حاشیہ و تشریح کی محتاج نہیں' ان کا صاف صاف مدعا یہ ہے کہ اگر قرآن وحدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت ہو تو مرزا صاحب کا دعویٰ مسیحیت سرے سے غلط ہے۔ اور اس صورت میں مرزا صاحب کو ولی یا مجدد تو کجا؟ مسلمان بھی تصور نہیں کیا جاسکتا' بلکہ اسے دائرہ اسلام سے خارج تصور کیا جائے گا' اور اگر وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں لاکھ نشان بھی دکھائے تو اسے مکر و فریب اور استدراج ہی سمجھا جائے گا۔ اور اگر قرآن وحدیث سے یہ ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ نہیں اور نہ انہیں دوبارہ دنیا میں آنا ہے تو پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ مرزا صاحب کا یا کسی اور مدعی مسیحیت کا دعویٰ کہاں تک صحیح ہے؟ اور اس کے دلائل کیا ہیں؟۔ الغرض مرزا صاحب کا دعویٰ اسی وقت لائق التفات ہوسکتا ہے جبکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں امت اسلامیہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا انتظار نہ رہے۔ لیکن اگر وہی عقیدہ صحیح اور ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہی دوبارہ تشریف لائیں گے تو مرزا غلام احمد قادیانی یا کسی اور شخص کے "مسیح موعود" بننے کا سوال ہی خارج از بحث ہے۔ اس کے باوجود جو لوگ کسی دوسرے شخص کو "مسیح موعود" مانتے ہیں ان کے بارے میں مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ وہ مومن نہیں بلکہ نادان ہیں جو قرآن اور حدیث سے کوئی غرض نہیں رکھتے۔

مرزا قادیانی کے خلاف استغاثہ

مرزا صاحب کے اس اصول کو تسلیم کرتے ہوئے میں مسلمانوں کی جانب سے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف اہل عقل و دانش بالخصوص قادیانی برادری کی عدالت انصاف میں استغاثہ کرنا چاہتا ہوں۔ اور ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ انفرادی و اجتماعی غور و فکر کے بعد یہ منصفانہ فیصلہ کریں کہ مرزا غلام احمد صاحب کا یہ دعویٰ کہاں تک صحیح ہے کہ عیسیٰ مرگیا؟

اثبات دعویٰ کے دو طریقے

تمام دنیا کی عدالتوں میں یہ اصول مسلم اور رائج ہے کہ کسی دعوے کے ثابت کرنے کی دو صورتیں ہیں' ایک یہ کہ مدعی اپنے دعوے پر ثقہ گواہ پیش کر کے عدالت کو مطمئن کردے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ مدعا علیہ خود

عدالت کے روبرو مدعی کے دعوے کو صحیح تسلیم کرلے۔ یہ دوسری صورت اس اعتبار سے زیادہ مفید اور لائق وثوق ہوتی ہے کہ اس صورت میں گواہوں کی جرح و تعدیل اور واقعات کی تحقیق و تفتیش میں عدالت کا وقت ضائع نہیں ہوتا' اور عدالت کو شرح صدر کے ساتھ فیصلہ کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس لئے میں اپنے دعوے کے ثبوت میں یہی دوسرا طریقہ اختیار کرنا چاہتا ہوں۔

استغاثہ کی کہانی!

مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف مسلمانوں کا استغاثہ یہ ہے کہ ایک شخص بقید حیات زندہ موجود ہے' مگر مدعا علیہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کی موت کا غلط افسانہ اڑاکر اس کی مسند و منصب پر خود قبضہ کرلیا ہے' جس شخصیت کو مردہ قرار دیکر مدعا علیہ نے اس کی جائیداد اپنے نام منتقل کرانے کا فریب کیا ہے اگر وہ کوئی لاوارث اور گمنام شخصیت ہوتی تو شاید کسی کو مدعا علیہ کی اس جعل سازی اور غلط کارروائی کی جانب التفات نہ ہوتا ہے' مگر ستم ظریفی تو یہ ہے کہ مدعا علیہ نے یہ سینہ زوری ایک ایسی شخصیت کے بارے میں روارکھی ہے جس کے نام سے دنیا کا بچہ بچہ واقف ہے' جس کا ہم نام پوری انسانی تاریخ میں کوئی دوسرا نہیں ہوا' اور جس کے کروڑوں نہیں بلکہ اربوں جانثار دنیا میں موجود ہیں' اور وہ شخصیت ہے سیدنا المسیح عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علی نبینا و علیہ وسلم۔

مسلمانوں کے پاس حضرت مسیح علیہ السلام کے زندہ موجود ہونے کے تین ثقہ گواہ موجود ہیں:

○ اللہ تعالیٰ

○ رسول اللہ ﷺ۔

○ امت اسلامیہ کے لاکھوں اکابر اولیاء اللہ اور مجددین۔

لیکن ہم عدالت کا وقت بچانے کی خاطر خود اپنی طرف سے شہادت پیش کرنے کے بجائے خود مدعا علیہ کا اقرار عدالت میں پیش کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں اور وہی دوبارہ تشریف لائیں گے۔

باب اول

حیات مسیح علیہ السلام کا ثبوت' کتاب و سنت' اجماع امت اور مرزا قادیانی کے الہامات سے۔

اس تمہید کے بعد یہ گذارش ہے کہ ہمارے مدعا علیہ مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کے دو دور ہیں' جب تک اس نے اپنی مسیحیت کا اعلان نہیں کیا تھا اس وقت تک وہ اس بات کا قائل تھا کہ قرآن کریم' حدیث نبوی ﷺ اور اجماع امت کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ تشریف آوری ثابت ہے۔ نیز اس وقت مدعا علیہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری کا الہام بھی ہوا تھا۔ اس دور میں مدعا علیہ نے جو اقراری بیان دیئے تھے ان کو حسب ذیل عنوانات کے تحت ملاحظہ فرمایئے:

○ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت قرآن کریم سے۔

○ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت ارشاد نبویؐ سے۔

○ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت اجماع امت سے۔

○ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت مرزا غلام احمد کے الہام سے۔

ان چار مباحث کو چار فصلوں میں ذکر کرتا ہوں:

فصل اول:

حیات عیسیٰ علیہ السلام کا ثبوت' قرآن کریم سے

مدعا علیہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی پہلی الہامی کتاب "براہین احمدیہ" میں لکھتا ہے:

"ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ"۔

"یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے کہ وہ غلبہ حضرت مسیح کے ذریعے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا .... حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے" (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۴۹۸'۴۹۹)

اس بیان میں مدعا علیہ صاف اقرار کرتا ہے کہ:

○ حضرت مسیح علیہ السلام اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔

○ ان کی آمد سے دین اسلام تمام عالم میں پھیل جائے گا اور ان کے ذریعہ دین اسلام کو غلبہ کاملہ نصیب ہوگا۔

○ مدعا علیہ یہ بھی صاف صاف اقرار کرتا ہے کہ قرآن کی مندرجہ بالا آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری کی پیش گوئی فرمائی ہے۔ اور وہی اس پیش گوئی کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہیں۔

اور مدعا علیہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی آخری تصنیف چشمہ معرفت میں، جو اس کی وفات سے دس دن پہلے شائع ہوئی، لکھتا ہے:

" ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ "

یعنی "خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کردے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔"

(چشمہ معرفت ص ۸۳ روحانی خزائن ص ۹۱ ج ۲۳)

مدعا علیہ نے اپنی آخری کتاب میں بھی وہی بات لکھی ہے جو سب سے پہلی کتاب میں لکھی تھی، اس آیت شریفہ میں جس عالمگیر غلبہ اسلام کی پیش گوئی کی گئی وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں ہوگا۔ مگر یہاں ہمارے مدعا علیہ کی اس تحریر میں دو فرق نظر آتے ہیں۔

اول: یہ کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کا نام لکھنے سے شرماتا ہے، اور اس کی جگہ "مسیح موعود" کی اصطلاح استعمال کرتا ہے۔ حالانکہ مدعا علیہ سے پہلے "مسیح موعود" کی اصطلاح کسی نے استعمال نہیں کی۔

دوم: یہ کہ وہ ۱۳ صدیوں کے تمام بزرگان دین اور اکابر امت کا اجماع نقل کرتا ہے کہ اس آیت میں جو پیش گوئی کی گئی ہے وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت میں پوری ہوگی۔ اس عبارت سے دو باتیں صاف طور پر ثابت ہوجاتی ہیں۔

○ تیرہ صدیوں کے سب اکابر اس پر متفق ہیں کہ آخری زمانے میں حضرت مسیح علیہ السلام تشریف لائیں گے جن کے ہاتھ سے اسلام تمام آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا، اور اسلام کے سوا تمام مذاہب ختم ہوجائیں گے۔ اور یہ کہ اس آیت شریفہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری کی پیشگوئی کی گئی ہے۔

○ ہمارے مدعا علیہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھ سے اسلام کا یہ عالمگیر غلبہ نہیں ہوا، اس کو مرے ہوئے بھی ایک صدی گذر رہی ہے لیکن غلبہ اسلام کے دور و نزدیک کوئی آثار نہیں۔ بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے کہ جب سے مدعا علیہ نے "مسیح" ہونے کا دعویٰ کیا ہے اسلام کمزور سے کمزور ہورہا ہے، اور کفر ترقی پذیر ہے۔ لہذا مدعا علیہ کا "مسیح موعود" ہونے کا دعویٰ غلط اور جھوٹ ہے۔ اور واقعات کا مشاہدہ گواہی دیتا ہے کہ مدعا علیہ "مسیح موعود" نہیں، بلکہ "مسیح کذاب" ہے۔ ●●

قادیانی اپنے مذہب کے الگ شعائر ایجاد کریں

جسٹس عبدالقدیر چوہدری کا تاریخی فیصلہ

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

جاہلیّت کسی خاص عہد کا نام نہیں

۲۴ نومبر ۱۹۹۵ء کو تحفظ شریعت ہفتہ کے موقع پر دارالعلوم ندوۃ العلماء کی مسجد میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے طلبہ کے سامنے تقریر فرمائی جو افادہ عام کی غرض سے شائع کی جارہی ہے۔ (ادارہ) ____ ناقل: ذاکر حسین، بھٹکلی

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین و خاتم النبیین محمد و آلہ وصحبہ اجمعین و من تبعھم باحسان الی یوم الدین۔ اما بعد!

فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

افحکم الجاھلیۃ یبغون ومن احسن من اللّٰہ حکما لقوم یوقنون۔

میرے دوستو، بھائیو اور عزیزو! عام طور پر پڑھے لکھے اور اچھے خاصے فاضل حضرات بھی یہ سمجھتے ہیں کہ جاہلیت ایک عہد کا نام ہے اور خاص طور پر اس عہد کا نام ہے جو بعثت محمدیؐ سے پہلے اور اشاعت اسلام سے پہلے دنیا میں عام طور پر اور جزیرۃ العرب میں خاص طور پر حجاز مقدس میں اور اس کے قرب و جوار میں جو عہد تھا وہ جاہلی عہد تھا۔

عام طور پر جب جاہلیت کا لفظ بولا جاتا ہے تو ذہن اس کی طرف منتقل ہوتا ہے کہ پسماندہ عہد تھا انحطاط پذیر اور بر سر تنزل اور ایک بالکل افراتفری کی زندگی تھی جس میں اللہ کا قانون اور اللہ کا فرمان اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے جو تعلیمات مختلف صحیفوں کی صورت میں آئیں پھر انبیاءؑ کے ذریعہ، ان سے دنیا ناآشنا ہو چکی تھی یہ بھی بہت بعد میں، پھر لکھنے والوں نے لکھا اور جن کو اللہ نے توفیق دی اور جن کا زیادہ گہرا مطالعہ تھا تاریخ کا، جاہلیت کو ایک وسیع نظر سے دیکھنے لگے، صرف عرب میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں چھٹی صدی مسیحی اور اس سے پہلے کی ساری دنیا میں جاہلیت کا ایک شامیانہ تنا ہوا تھا اور جاہلیت کا بادل چھایا ہوا تھا، اور جاہلیت کا ایک اندھیرا تھا۔ اور عام طور پر سیرت نگاروں نے بھی جب جاہلیت سے بحث کی ہے تو صرف عرب کے ماقبل اسلام عہد کو سامنے رکھا ہے لیکن اب بھی جن لوگوں نے دنیا کی جاہلیت کا مطالعہ کیا اس کے حالات پیش کئے اور اب جو کتابیں لکھی جانے لگیں ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ ایران میں جاہلی عہد تھا، جاہلی عادات تھے، جاہلی عقائد تھے اور جاہلی دور دورہ تھا اور روم میں بھی ایسے ہی تھا۔ بازنطینی سلطنت کے علاقوں میں بھی ایسے ہی تھا اور یہاں تک کہ لوگوں نے جب مغربی زبانوں کا مطالعہ کیا، خاص طور پر انگریزی کا (ہندوستان میں انگریزی کا رواج ہے) تو انہوں نے یورپ میں بھی عہد جاہلیت کی تصویر کھینچی اور مصنفین اور مؤرخین کے حوالہ سے اور ان کی کتابوں کے حوالے سے صفحات کے حوالہ سے انہوں نے بتایا کہ انگلستان میں یہ حال تھا، جرمن میں یہ حال تھا اور یورپ کے مختلف ملکوں میں یہ حال تھا، لیکن ابھی تک جاہلیت کا جو وسیع مفہوم ہے اور جو یہ اصطلاح اللہ تبارک و تعالیٰ نے استعمال فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو کئی بار دہرایا ہے۔ "افحکم الجاھلیۃ یبغون ومن احسن من اللّٰہ حکما لقوم یوقنون"، "ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولٰی" ایسے ہی قرآن مجید میں کئی جگہ ہے، جب اللہ تعالیٰ کو یہ کہنا ہوتا ہے اور انسانوں کو یہ سمجھانا ہوتا ہے کہ خود نفسانفسی کی زندگی اور نفس پرستی کی زندگی اور اپنی خواہش اور لذت یا اپنے منفعت، محدود شخصی منفعت کے لئے کوئی کام کیا جاتا ہے تو اس کو جاہلی فعل کہتے اور جاہلی عہد کہتے ہیں، لیکن ابھی تک اس پر زیادہ عمیق، عمیق تر اور وسیع تر مفہوم سوچا نہیں گیا کیونکہ یہ ہمارے طلبائے علوم دینیہ کا اور عربی زبان کے طلباء کا اور تفسیر و حدیث اور تاریخ اسلامی کے مطالعہ کرنے والوں کا کام تھا وہ اس حقیقت تک پہنچ سکتے تھے اس لئے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو نفس کے تقاضے سے کی جائے یا رسم و رواج کی پابندی میں کی جائے یا اس میں محدود منافع سامنے ہوں اور اس کا کوئی ماخذ شریعت الٰہی نہ ہو اور جس چیز کا ماخذ شریعت الٰہی نہ ہو اور جس چیز کی نص کتاب اللہ میں، حدیث نبوی میں، اور سنت رسول میں، اسوۂ رسول میں، اور اس زمانہ میں اسلام کی تعلیمات سے جو تمدن رائج ہوا، جو طرز زندگی جاری ہوا، جو چیز اس میں نہیں پائی جاتی، قرن اول میں نہیں پائی جاتی، عہد نبوی میں نہیں پائی جاتی، عہد خلافت راشدہ میں نہیں پائی جاتی، وہ جاہلیت ہے، اور جاہلیت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کام کو اللہ کے حکم اور رسولؐ کے فرمان، ہدایت اور شریعت

اسلامی کے سہارے کے بغیر' اس کے حوالہ کے بغیر' اس سے استفادہ کرتے ہوئے' اس کی تعمیل میں جو کام نہ کیا جائے بلکہ محض اس کو رواج کی خاطر کیا جائے اور اس کو رواج کی پابندی میں کیا جائے' اپنی ذاتی منفعت حاصل کرنے کے لئے کوئی چیز اختیار کی جائے اور اس میں تمام حدود سے تجاوز کر دیا جائے اس کو بھی ایک قانون سمجھا جائے' شریعت سمجھا جائے وہ سب جاہلیت ہیں۔ اب اس وقت ہمارے مشرقی ممالک میں بالخصوص ہندوستان اور خاص طور پر ان ملکوں میں جہاں اکثریت غیر مسلموں کی ہے وہاں پر زندگی میں جو چیزیں شامل ہو گئی ہیں' یہاں تک کہ بالکل شریعت کی طرح ان کی پابندی کی جاتی ہے بلکہ شریعت سے زیادہ پابندی کی جاتی ہے وہ سب جاہلیت ہے' اور اس معنی میں جاہلیت کا استعمال آپ کو حدیث میں اور سیرت کی کتابوں میں ملے گا مثلاً ایک صحابی سے کوئی ایسا عمل ہوا جو اسلامی تعلیمات اور اسلام کی تربیت کے خلاف تھا تو آپ نے فرمایا' "انک امرؤ فیک جاهلية" تم ایک ایسے آدمی ہو جس کے اندر جاہلیت کی بو پائی جاتی ہے' تو جاہلیت محض ایک دور سے مخصوص اور اس کے ساتھ محدود نہیں تھی بلکہ قیامت تک جو کام بھی کتاب و سنت کی روشنی کے بغیر' کتاب و سنت کی اطاعت کے بغیر' بلکہ اس کے برخلاف کیا جائے گا وہ جاہلیت ہے اس لئے کہ اس میں یہ منافع ہیں' شخصی منافع ہیں' جماعتی منافع' خاندانی اور قومی منافع ہیں' سیاسی منافع ہیں' اور پھر اس کے ساتھ ساتھ یہ کہ ایسا ہوتا آیا ہے کہ ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو ایسے ہی پایا ہے' یہ سب جاہلیت میں شمار ہو گا۔ ہر وہ چیز کہ جس میں کوئی قرآن کی' حدیث کی اور شریعت کی دلیل نہیں پائی جائے' اس کے بارے میں کوئی حکم الٰہی پایا نہ جائے اور تشریع نبوی نہ پائی جائے' محض نام و نمود کے لئے کیا جائے' عزت حاصل کرنے کے لئے کیا جائے اور شہرت حاصل کرنے کے لئے کیا جائے' نفس کی تسکین کے لئے کیا جائے' لوگوں کے مطالبات اور توقعات کو پورا کرنے کے لئے کیا جائے' یہ سب امور جاہلی ہیں' اب اس وقت یہ ہمارے یہاں اللہ کے قانون' تشریع الٰہی اور قرآن مجید کے نصوص' اور احادیث کے صاف صاف اور واضح احکام سے قطع نظر کر کے آنکھیں بند کر کے بلکہ ان کی ایک طرح سے "استہانت" جس کو عربی میں کہتے ہیں' اسے معمولی سمجھ کر' ناقابل توجہ سمجھ کر جو چیزیں ہماری اجتماعی زندگی میں داخل ہو گئی ہیں وہ سب جاہلیت میں شمار ہوں گی' مثلاً شادی ہے' میراث کی تقسیم ہے' بچوں کی ولادت ہے اور بہت سے خوشی کے کام ہیں ان سب میں یہ پوچھنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی جائے اور اگر معلوم ہے تو اس کو نظر انداز کیا جائے کہ اس میں اللہ کا حکم کیا ہے' رسول کا فرمان' رسول کی ہدایت کیا ہے' قرآن سے کیا ثابت ہے' حدیث سے کیا معلوم ہوتا ہے؟ بس یہ کہ ایسا ہوتا آیا ہے۔ "وجدنا علیه آباءنا" ہم نے اسی پر اپنے آباؤ اجداد کو پایا' یا بس یہی معیار ہے' یا اس حیثیت کو جو ہمیں حاصل ہے اور اس کو برقرار رکھنے کے لئے' اس کو بلند کرنے کے لئے ہمیں ایسا کرنا ضروری ہے۔ ہمارے اس شہر میں جو ہماری عزت ہے ہمارے معاشرے میں جو ہمارا مقام اور مرتبہ ہے ہمیں جس نظر سے لوگ دیکھتے ہیں ہمیں جس معیار سے جانچتے ہیں اس کے لحاظ سے اگر شادی کے لفظ سے تینوں نقطے نکال کر اگر سادی کر دی گئی تو لوگ کہیں گے کہ بیچارہ معلوم ہوتا ہے کہ غریب ہو گیا ہے' پیسہ پاس نہیں رہا' یا بہت بخیل ہے یا ان کو معلوم نہیں کہ شرفاء میں کیا ہوتا ہے' خاندانوں میں کیا ہوتا ہے تو ہم اس بدنامی کو مول نہیں لے سکتے پھر سب کچھ کیا جائے جو ہوتا آیا ہے یا جو غیر مسلموں میں ہو رہا ہے' یا غیر مسلموں میں جو رواج ہے سب اختیار کیا جائے' محض اس بناء پر کہ ایسا ہوتا آیا ہے' یہاں تک کہ ہماری برادری میں' ہمارے خاندان میں بھی اسی طرح کا رواج رہا ہے کہ بہت ہی دھوم دھام سے شادی کی جائے اور اس میں اس طرح کھانا کھلایا جائے اور اس طرح اس میں اپنی شان و شوکت دکھائی جائے' اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو ہم منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے اور اپنے خاندان میں بھی ذلیل ہوں گے' شہر میں بھی ذلیل ہوں گے' معاشرہ میں بھی ذلیل ہوں گے' یہ سب جاہلیت ہے۔

جاہلیت ایک ایسا بلیغ معجزانہ لفظ ہے کہ اس کے بدل کا کوئی لفظ نہیں ملتا' عربی کے ایک طالب علم ہونے کے باوجود اور زبان اور ادب اور پھر اس کے ساتھ تفسیر و حدیث اور قدیم و جدید زبانیں اور اصطلاحات سے تھوڑے بہت واقف ہونے کے باوجود ہم صفائی کے ساتھ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ جاہلیت کا سا طاقت رکھنے والا' وسعت اور گہرائی رکھنے والا کوئی لفظ ہمیں عربی میں نہیں ملتا اور ویسے کسی زبان میں بھی اس کا صحیح ترجمہ جس کو انگریزی میں PAGA NISM کہتے ہیں سب کچھ کہتے ہیں' لیکن جو بات جاہلیت میں ہے وہ بات مشکل سے ادا ہوتی ہے' کسی دوسرے لفظ سے' یہ بہت بلیغ عمیق اور عملی لفظ ہے' تو اب کیا ہے یہ تحفظ شریعت کا جو ہفتہ منایا گیا اور یہ جو ہندوستان میں خدا کا شکر ہے' روز آپ اخبار میں دیکھتے ہوں گے کہ کوئی شمارہ خالی نہیں جاتا کہ ایک' دو' تین یا چار جلسے نہ ہوتے ہوں' ہمارے شہر میں بھی اور اطراف میں بھی جلسے ہوئے' ان سب کا مقصد اصل میں اس کی دعوت ہے' اس کی تحریک ہے اور اس کی جدوجہد ہے کہ جاہلیت سے نکل کر ہم خالص اسلام حاصل کر لیں اور جیسے ہم نام رکھنے میں مسلم ہیں اس کا لحاظ رکھتے ہیں اگرچہ جاہلوں میں ناواقفوں میں غیروں جیسا نام ہونے لگا ہے' جس طرح نام رکھنے میں ہم اس کا خیال رکھتے ہیں کہ معلوم ہو کہ مسلمان کا نام ہے اور اسی طرح ہم نماز شریعت کے مطابق پڑھتے ہیں ابھی تک الحمدللہ اس میں کوئی تحریف نہیں ہوئی روزہ بھی دنیا نے جب چاند نکلتا ہے جب ہی رمضان شروع ہوتا ہے اور روزہ رکھا جاتا ہے' زکوٰۃ بھی علماء سے اگر اللہ

توفیق دیتا ہے' بہت بڑی تعداد زکوۃ نکالنا جانتی ہی نہیں اور وہ زکوۃ ادا ہی نہیں کرتی۔ لیکن جو جانتے ہیں وہ ادا کرتے ہیں اور علماء سے پوچھ لیتے ہیں کہ کتنے نصاب میں کتنی مالیت میں زکوۃ فرض ہوتی ہے اور کتنے میں کتنا نکالنا چاہئے' اور حج ہے کہ لمبا سفر کر کے جاتے ہیں' اگرچہ اس میں بہت سی کمزوریاں پیدا ہوگئی ہیں کہ بہت سے اس نیت سے جاتے ہیں کہ وہاں سے کچھ وہاں کی چیزیں لائیں گے پھر یہاں بڑی قیمت میں بکتی ہیں اور یہ بات بھی ہوگئی ہے کہ یہاں تک کہ غیر مسلموں کو بھی معلوم ہوگیا ہے وہ بھی بعض مرتبہ طعنہ دیتے ہیں ہم نے خود سنا طعنہ دیتے ہوئے کہ پہلے توجہ سے لوگ چند کھجور لے کر آتے تھے زمزم کا پانی لے کر آتے تھے لیکن اب فلاں چیز لے کر آتے ہیں' فلاں چیز لے کر آتے ہیں' لوگوں نے بتایا کہ حجاج کرام جدہ میں اپنے پاسپورٹ دکھا رہے تھے اور ابھی ان کو داخلہ کی اجازت نہیں ملی تھی تو دیکھا کہ سامنے سے ایک ہندوستانی شیروانی وغیرہ پہن کر جا رہے تھے' انہوں نے کہا مولوی صاحب یہاں آنا' بتایئے گھڑی کہاں سستی ملتی ہے' کہا بھائی شرم کرو' ابھی تم اندر داخل بھی نہیں ہوئے ہو' ابھی اس کی کارروائی بھی نہیں ہوئی' ابھی سے تم کو فکر ہے کہ گھڑی کہاں سستی ملتی ہے تاکہ گھڑیاں خرید کر ہندوستان میں جاکر چوگنے دس گنے دام میں بیچو' اور ایسے ہی واقعات ہمیں چونکہ الحمدللہ حجاز مقدس جانے کی بار بار سعادت حاصل ہوتی ہے' دیکھتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی حج میں جو اس کے مسائل ہیں معلم کی ہدایت کے مطابق یا کسی عالم کی صحبت میں اور اس کی رہنمائی سے حج کیا ہے' مگر اس کے بعد مسلمانوں نے اپنی زندگی میں اپنے آپ کو بالکل آزاد سمجھ لیا ہے' اس کا دین سے کیا تعلق ہے' حج اس طرح ہو اس میں ان چیزوں سے بچا جائے۔

بعض دوستوں نے بتایا کہ بمبئی میں شادی کے موقع پر بجائے کھجور اور چھوارے تقسیم کرنے کے نوٹ تقسیم کئے گئے' پچاس پچاس کے نوٹ' سو سو روپیہ کے نوٹ تاکہ معلوم ہو کہ بہت دولت مند آدمی کے یہاں یہ رسم ہو رہی ہے' تھری اسٹار ہوٹل میں ٹھہرانا' فائیو اسٹار ہوٹل میں ٹھہرانا' ہزاروں روپیہ اس میں صرف کرنا اور پھر اس کا ولیمہ بھی اس شان کا' اب بہت دن سے یہ رواج ہے کہ انگریزی میں ویڈنگ کارڈ جو آتے ہیں' شادی کے دعوت نامہ انگریزی میں ہوتے ہیں' اتنا بھی احساس نہیں مسلمانوں کو کہ نکاح ایک شرعی عبادت ہے اس پر ثواب ہے اور اس کو زیادہ سے زیادہ عہد اول' قرن اول کے طریقہ کے مطابق ہونا چاہئے۔

اس فضول خرچی سے بہتر یہ ہے کہ حضور ﷺ کی سنت کے مطابق ہو اور صحابہ کرام کے عمل کے مطابق کرنا چاہئے' تو اس میں پرواہ نہیں کرتے صرف ویڈنگ کارڈ پر لوگوں نے بتایا کہ کئی کئی ہزار روپیہ صرف ہوجاتے ہیں' پاکستان سے ہمارے پاس کارڈ یہاں آتے ہیں' یہاں سے وہاں جاتے ہیں' دوسرے ملکوں میں جاتے ہیں' اس کے علاوہ پھر اس میں اور جو رسمیں ہوتی ہیں کہ بس الامان والحفیظ۔ اسی طرح میراث کی تقسیم کہ بالکل یعنی بہت ہی چند دیندار اور خوش قسمت خاندان ہیں کہ جن کے یہاں میراث کی تقسیم بالکل قرآنی تعلیمات کے مطابق ہوتی ہے اور اللہ نے جس کا جو حصہ مقرر کردیا ہے اس کو دیا جاتا ہے پھر اس کے بعد اسی طریقہ سے عقیقہ کی رسم' ختنہ کی رسم' اور شادی کی تو رسموں کو پوچھنا کیا ہے' ہر ایک کے یہاں ایک الگ شریعت سی بنی ہوئی ہے' ایک پورا قانون بنا ہوا ہے کہ اس علاقہ میں' اس میں ملکوں کا بھی فرق ہے' صوبوں کا بھی فرق ہے' اور بعض جگہ شہروں کا فرق ہے' اور سوسائٹیوں اور اس کے معیاروں کا بھی فرق ہے وہاں اس طرح شادی ہوگئی' یہاں اس طرح شادی ہوگی' آپ کو ان شاءاللہ "اللہ مبارک فرمائے' اور آپ کو ان شاءاللہ واسطہ پڑے گا شریک ہونے اور کچھ کہنے سننے کا بھی تو ابھی اس کو سمجھ لیجئے کہ یہ عہد جاہلی کی رسمیں جو ہیں اس جاہلیت کا مقابلہ کرنا ہے ہم کو اور تحفظ شریعت اور پرسنل لاء بورڈ کا جو کام ہے دراصل جاہلیت کے خلاف ایک محاذ ہے لیکن وہ محاذ نیا نہیں ہے' وہ محاذ اسلامی محاذ ہے' وہ محاذ سنت کا ہے' شریعت کا محاذ ہے اور قرآن کا اور حدیث کا محاذ ہے' جس کو اب اس کے بعد جب آپ سمجھ جائیں کہ دو چیزیں ہیں اور یہ رہیں گی' بظاہر قیامت تک یہ دو محاذ رہیں گے' یہ دو ماحول رہیں گے یہ دو قانون رہیں گے' اور یہ دو طرح کا طرز زندگی رہے گا' ایک طرز زندگی خالص اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق' آیات قرآنی کے مطابق' احادیث نبوی کے مطابق اور عہد نبوی کے عمل کے مطابق۔

اب ہو کیا رہا ہے ایک دوسرے سے پوچھا جاتا ہے' آپ کے یہاں کیا معیار ہے اور جانتا ہے ہر ایک کہ یہاں یہ معیار ہے بتایئے فلاں جگہ شادی ہوئی تھی ایسی دھوم دھام سے کہ پورے شہر میں ایک زلزلہ سا آگیا ہے اور ایک ہنگامہ ہے' اور پھر اسی طریقہ سے دوسرے مواقع ہیں جن میں آدمی کو اپنے تمول کا اظہار یا اپنے خاندان کی حیثیت کی بلندی کا اظہار کرنے کا موقع ملتا ہے' اس کو مسلمانوں نے بالکل اپنا ایک آلہ کار بنالیا ہے' شہرت' کا' عزت کا' اور اس کے سامنے بالکل وہ سر افگندہ ہوگئے ہیں' سر بسجود ہوگئے ہیں اسی کا نام جاہلیت ہے اور اسی کا نام جاہلیت کی پیروی ہے اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے۔ "افحکم الجاهلية يبغون" اور یہ جو حکم کا لفظ ہے یہ عربی میں اور قرآن مجید کی اصطلاح میں بھی بہت وسیع ہے اس کے معنی صرف امر کے نہیں ہیں' اس کے معنی فیصلہ کے بھی ہیں اور اس کے معنی حکومت کے بھی ہیں اور آئین و قانون' جس پر چلا جائے سب حکم کے اندر آتا ہے' حکم کا لفظ بڑا بلیغ اور وسیع ہے ایسے ہی سمجھ لینا چاہئے کہ درحقیقت یہ جاہلیت عربیہ اور جاہلیت عالیہ کہ مرکز اسلام میں جیسا کہ اس وقت بعثت نبوی سے پہلے کا جو عہد تھا اس پر عمل کرتا ہے' بہت سے مسلمانوں میں بھی ہوتا

باقی صفحہ ۱۸ پر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

قسط نمبر ۱

قبولیتِ عبادت کی علامت

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ' واشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ' واشہد ان سیدنا و مولانا محمداً عبدہ ورسولہ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً اما بعد:

آج کی مجلس میں ان شاء اللہ چند باتیں ذکر کرنے کا خیال ہے۔

مولانا سعید احمد جلال پوری کی دستار بندی

سب سے پہلے تو یہ کہ ستائیسویں شب کو یہاں مدرسہ کے ان بچوں کی دستار بندی ہوئی تھی' جنھوں نے قاری مقبول احمد صاحب کے پاس قرآن مجید کا حفظ مکمل کیا تھا' کسی کی گردان ہوگئی' کسی کی نہیں ہوئی ہوگی' لیکن اس سال حفظ مکمل کرنے والے سب حفاظ کی دستار بندی ہوئی میرے دوست مولانا سعید احمد جلال پوری بھی ہمارے ساتھ اعتکاف میں ہیں' یہ میرے بہت پرانے رفیق ہیں' انہوں نے ایک عرصہ تک میری سردی گرمی کو اور میری کڑوی کسیلی باتوں کو برداشت کیا ہے' اور میرے عیوب سے جتنا یہ واقف ہیں شاید دوسرے رفقاء میں کوئی واقف نہیں ہوگا' میں چاہتا تھا کہ ان حفاظ کے ساتھ ان کی دستار بندی بھی کردوں' مگر اس دن یہ مجھے نظر نہیں آئے' اس لئے سب سے پہلے تو آج ان کی دستار بندی کرتا ہوں۔ یہ ان کے لئے دستار خلافت ہے۔ (اس کے بعد مولانا سعید جلال پوری کی دستار بندی کی گئی)۔

معتکفین حضرات سے معذرت

دوسری بات یہ عرض کرنی ہے کہ آپ حضرات اللہ تعالیٰ کے گھر میں اعتکاف کرنے کے لئے یہاں تشریف لائے' ہمارے خدمت والے ساتھیوں نے کوشش کی ہے کہ آپ کو راحت پہنچائی جائے' لیکن مجمع زیادہ ہوتا ہے تو ہر آدمی کی راحت کا پورا خیال بھی نہیں رکھا جاسکتا' ہر شخص کے مزاج کی رعایت مشکل ہوجاتی ہے' اعتکاف شروع ہونے سے پہلے مجھے بہت تشویش تھی کہ اتنے مہمانوں کا نظم کیسے ہوگا! لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے لطف سے اس کو اتنا آسان فرمادیا کہ پتہ بھی نہیں چلا' بہرکیف کسی صاحب کو کسی قسم کی کوئی تکلیف اعتکاف کے دوران پہنچی ہو' یا ہمارے منتظمین اور خدمت والے ساتھیوں میں سے کسی خدمت میں کوتاہی ہوئی ہو تو آپ ازراہِ لطف معاف فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو بہت ہی برکتیں عطا فرمائیں اور حق تعالیٰ شانہ' ہم سب کو صحت کے ساتھ' عمر کے ساتھ' عافیت کے ساتھ اس کی آئندہ بھی توفیق عطا فرمائیں۔

کیسے معلوم ہو کہ ہمارا اعتکاف قبول ہوگیا؟ ایک سوال اور اس کا جواب

ایک بات یہ ذکر کرنی ہے کہ ابھی نماز کے بعد ایک صاحب نے پرچہ دیا کہ ہمیں کیسے معلوم ہو کہ ہمارا اعتکاف قبول ہوگیا؟ اس پر اس وقت تو میں نے ان صاحب کو یہ لطیفہ سنادیا تھا کہ عربی کا ایک مقولہ ہے کہ:

الحائک اذا صلی رکعتین ینتظر الوحی

یعنی جولاہا جب دو رکعتیں پڑھ لیتا ہے تو سمجھتا ہے کہ اب وحی آنے والی ہے' وحی کا منتظر ہوجاتا ہے ارے میاں! کیا ہم؟ اور کیا ہمارا اعتکاف؟ اور کہاں کی قبولیت؟ بس یہ شکر کرو کہ حق تعالیٰ شانہ کی جانب سے مواخذہ نہ ہو' کیونکہ ہم اس کے گھر کا صحیح ادب اور صحیح حق ادا نہیں کرسکے' اور جو حقوق اعتکاف کے ہمیں بجالانے چاہئے تھے' بجا نہیں لائے' تو بس یہی بہت ہے کہ ہم پر مواخذہ نہ ہو شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ایک عارف کو میں نے دیکھا کہ کعبے کا غلاف پکڑے ہوئے ہیں' ملتزم پر رورہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ:

من نہ گویم کہ طاعتم بپذیر
قلم عفو برگناہم کش

ترجمہ: "یہ تو میرا منہ نہیں کہ میں کہوں کہ میری عبادت قبول کرلیجئے اتنی درخواست کرتا ہوں کہ معافی کا قلم میرے گناہوں پر پھیردیجئے۔"

ہمارے لئے یہی غنیمت ہے کہ ہمارے اعمال پر مواخذہ نہ ہو

قبولیت کے امیدوار تو آپ حضرات ہوں گے' بڑے لوگ ہوں گے' جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم تو اسی کو بہت غنیمت سمجھتے ہیں کہ ہمارے اعمال پر مواخذہ نہ ہو۔ واللہ العظیم' قسم کھاکر کہتا ہوں' اللہ کے گھر میں بیٹھا ہوں کہ نماز پڑھنے کے بعد کبھی خیال نہیں آتا کہ میری نماز قبول ہوگئی ہوگی یا یہ کہ نماز قابل قبول ہے بس یہی سمجھتا ہوں کہ اللہ کرے اس پر مواخذہ نہ ہو کہ او نالائق! ایسی نماز پڑھا کرتے

ہیں؟ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ دل میں قبولیت کا وسوسہ آگیا ہو' بس یہی خیال ہوتا ہے کہ لپیٹ کر منہ پر نہ ماردی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے طاعات کی قبولیت کو مخفی رکھا ہے

ہمارے حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی قدس سرہ بڑے عارف تھے' اپنے وقت کے قطب تھے' حضرتؒ ارشاد فرماتے تھے کہ بھائی! اللہ تعالیٰ کا ایک نام ستار ہے' ستار کے معنی ہیں "پردہ پوشی کرنے والا" ستار العیوب' عیوب کو ڈھانکنے والا' اللہ تعالیٰ نے میری بھی اور آپ کی بھی سب کی پردہ پوشی کر رکھی ہے' ہمارے حضرت اس کی مثال دیتے تھے کہ آدمی کا پورا وجود نجاست سے بھرا پڑا ہے' یہاں ذرا سی خراش لگاؤ خون نکل آئے گا' خون پاک ہے کہ ناپاک؟ کیوں بھئی خون ناپاک ہے نا! پس ہمارے پورے وجود میں نجاست بھری ہوئی ہے' لیکن اللہ تعالیٰ کی ستاری دیکھو کہ اوپر سے اللہ تعالیٰ نے کیسا نفیس چمڑا چڑھادیا ہے' اندر خون ہی خون' نجاست ہی نجاست' لیکن اوپر حسین چمڑے کا غلاف۔ اسی طرح پیٹ کے اندر سیروں غلاظت لئے پھر رہے ہیں' اور یہ میرے اللہ کا کرم ہے کہ اوپر اس کا کوئی نام و نشان تک نہیں' باہر اس کی بدبو بھی نہیں آنے دیتے' بعض بے چارے ایسے ہوتے ہیں جن کا آپریشن ہو جاتا ہے' اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے' اور ڈاکٹر اطباء لوگ نجاست کے نکلنے کے لئے تھیلی لگادیتے ہیں۔ اب اس میں سے بدبو آتی ہے' آپریشن کے دوران پیشاب کے لئے تھیلی لگادیتے ہیں' میرا جب آپریشن ہوا تھا تو میرے بھی پیشاب کے لئے تھیلی لگائی گئی تھی' تیسرے دن میں نے کہا اس کو اتار دو بھئی اس کو' یہ مجھ سے نہیں چلتی۔ تو اتنی غلاظت ہم پیٹ میں لئے پھرتے ہیں' اسی حالت میں نماز پڑھتے ہیں' اسی حالت میں تلاوت بھی کرتے ہیں' اسی حالت میں محفلوں میں بھی جاتے ہیں' میرے مالک کی ستاری ہے کہ اس کو

کیسا چھپا رکھا ہے اگر حق تعالیٰ شانہ ہمارے ظاہری عیوب کی اور باطنی عیوب کی ستاری نہ فرماتے تو خود سوچو کیا حال ہوتا؟ مثلاً ستر پوشی کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ لباس عطا فرمایا اگر ننگے ہوتے تو کیا ہوتا؟ اللہ تعالیٰ کسی کا پردہ نہ ہٹائے' اللہ تعالیٰ کسی کی پردہ دری نہ کرے' ہم لوگ کم ظرف ہیں کسی کا عیب معلوم ہوجائے تو جب تک دوچار آدمیوں کے پاس گائیں نہیں ہماری روٹی ہضم نہیں ہوتی' پیٹ پھول جاتا ہے' لیکن میرا مالک بڑا حلیم ہے' شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کے بقول: ع

"گناہ بیند و پردہ پوشد ہمی"

گناہوں کو دیکھتے ہیں' ہماری ایک ایک حالت کو جانتے ہیں' لیکن پھر بھی پردہ ڈال دیتے ہیں' پردہ پوشی فرماتے ہیں' رسوا نہیں کرتے' کسی کا پردہ ہٹادیا جائے' تو یہ اس کی رسوائی ہے تو خیر میں عرض کر رہا تھا کہ ہمارے حضرت فرماتے تھے کہ بھئی! لوگ ستار کے معنی سمجھتے ہیں "عیوب کو ڈھانکنے والا" "پردہ پوشی کرنے والا" لیکن میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس معنی کی رو سے تو ستار ہے ہی لیکن ہماری نیکیوں کی بھی پردہ پوشی کرنے والے ہیں اس معنی میں بھی اللہ تعالیٰ ستار ہیں کہ ہماری نیکیوں کو ڈھانک دیتے ہیں اور ان کی پردہ پوشی فرماتے ہیں' کسی نے کتنا کمایا ہے؟ کسی کو اس کا پتہ نہیں چلنے دیتے' نیکیوں پر پردہ ڈال دیتے ہیں' ان کو چھپا کر رکھتے ہیں اور قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہ پردہ ہٹادیں گے تو نیکیوں کے پہاڑ نظر آئیں گے لیکن یہاں کسی کو پتہ نہیں چلتا۔

اللہ تعالیٰ نیکیوں کو بھی چھپادیتے ہیں:

حضرت فرماتے ہیں کہ تم نے نماز پڑھی' تمہیں کیا ملا؟ تم نے اعتکاف کیا تمہیں کیا ملا؟ تم نے روزہ رکھا تمہیں کیا ملا؟ ارے! بہت کچھ ملا ہے' لیکن اللہ تعالیٰ نے اس اجر و ثواب پر پردہ ڈال دیا ہے' اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو کچھ معلوم نہیں کہ کیا کچھ ملا ہے؟ بات یہ ہے کہ ہم لوگ دو چیزوں کو چھپا کر رکھا

کرتے ہیں ایک تو کوئی عیب کی چیز ہو تو اس کو چھپایا کرتے ہیں' کیونکہ آدمی نہیں چاہتا کہ اس کا عیب لوگوں کے سامنے ظاہر ہو۔ دوسرے' کوئی قیمتی چیز ہوتی ہے تو اس کو چھپایا کرتے ہیں' گھر میں پیسے وغیرہ ہوں تو ان کو بے پروائی سے یوں ہی نہیں بکھیر دیا کرتے بلکہ محفوظ رکھتے ہیں' اگر کوئی زیور وغیرہ ہو تو اس کو برتنوں کی طرح یوں ہی سب کے سامنے نہیں پھینک دیتے' بلکہ اس کو حفاظت کے ساتھ چھپا کر رکھا کرتے ہیں' تو ایک تو بندوں کے عیوب قابل ستر ہیں' چھپانے کے قابل ہیں' اللہ تعالیٰ ان کی ستاری فرماتے ہیں' اور لوگوں کے سامنے اپنے بندوں کے عیوب ظاہر نہیں فرماتے' دوسرے اگر بندوں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کچھ نیکیاں کمائی ہیں' کچھ اچھے کام کئے ہیں' تو وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بڑے قیمتی ہیں' اور اللہ تعالیٰ ان کو چھپا کے رکھتے ہیں' تاکہ ڈاکوؤں کو پتہ نہ چلے' ورنہ یہ ساری نیکیاں لوٹ کر لے جائیں گے نفس اور شیطان دونوں انسان کے دشمن ہیں' دونوں ڈاکو ہیں' ان کو پتہ چلا تو یہ لوٹ کر لے جائیں گے' کبھی اس کا نفس عجب میں مبتلا ہوجائے گا' عجب کہتے ہیں خود پسندی کو' یہ اپنی حالت کو اچھا سمجھنے لگے گا' کبھی کبر میں مبتلا ہوجائے گا اور دوسروں کو نظر حقارت سے دیکھنے لگے گا' کبھی اپنی نیکیوں پر مغرور ہوجائے گا اور اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بے خوف ہوجائے گا یہ وہ بلائیں ہیں جن سے نیکی برباد اور گناہ لازم آتا ہے' اس لئے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نیکیوں کو بندے کی نظر سے بھی چھپا کے رکھتے ہیں۔

کاملین کو عجب نہیں ہوتا

ہاں! جب آدمی اس مرتبے پر پہنچ جاتا ہے کہ اس کو اپنی حقیقت معلوم ہوجاتی ہے تو پھر اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی بھی آجائے کہ تو مقبول ہے تب بھی اس کو گھمنڈ پیدا نہیں ہوتا' میری بات کو آپ حضرات نے سمجھا نہیں ہوگا۔ کسی شخص کے بارے

میں وحی الٰہی آجائے' آسمان سے جبرئیل علیہ السلام نازل ہوجائیں اور آکے کہیں کہ یہ شخص مقبول ہے تب بھی اس کے دل میں گھمنڈ پیدا نہیں ہوگا۔ آپ حضرات جانتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے وحی الٰہی سے حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کو جنت کی بشارتیں دی تھیں' کیا اس بشارت سے ان میں گھمنڈ پیدا ہوگیا تھا؟ نہیں! بلکہ اس کے باوجود ان حضرات پر کتنا خوف طاری رہتا تھا؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے زیادہ کس کی زبان سچی اور پاک ہوسکتی ہے؟ اور آپ ﷺ نے جو بشارتیں دیں تھیں وہ وحی الٰہی سے دیں تھیں' لیکن ان قطعی بشارتوں کے باوجود ان حضرات میں عجب پیدا نہیں ہوا' بلکہ جلال الٰہی سے ہمیشہ ترساں و لرزاں رہتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خوف

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خوف کا عالم یہ تھا کہ کہا کرتے تھے:

"یالیتنی شجرۃ تعضد ثم تو کل"

(صفۃ الصفوۃ ص ۲۴۹ ج ۱)

"اے کاش میں کوئی درخت ہوتا' جس کو کاٹ کر پھینک دیا جاتا' اور پھر جانور اس کو چر لیتے۔"

حضرت فاروق اعظمؓ کا خوف

اور حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ زمین سے تنکا اٹھا کر فرماتے تھے' "اے کاش! میں یہ تنکا ہوتا' اے کاش! میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا' اے کاش! میری ماں نے مجھ کو جنم نہ دیا ہوتا' اے کاش! میں کوئی چیز نہ ہوتا' اے کاش! میں بھولا بسرا ہوتا۔"

(صفۃ الصفوۃ ص ۱۱۸ ج ۱)

الغرض حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ' دوسرے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اور حضرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے خوف کے واقعات سے حدیث و سیرت کی کتابیں بھری پڑی ہیں اور یہ اس لئے تھا کہ وہ حقیقت تک پہنچ گئے تھے' ان کو بشارت اس وقت ملی جب وہ حقیقت تک پہنچ گئے اور حقیقت تک پہنچنے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت آئی اور محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے بشارت آئی تب بھی ان میں گھمنڈ پیدا نہیں ہوا' بلکہ ان کے عجز میں اور ان کے خوف میں مزید اضافہ ہوگیا۔

صحابہؓ سے اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا

قرآن کریم ان حضرات سے اللہ کے راضی ہونے کا اعلان کرتا ہے:

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم

ترجمہ: راضی ہوگیا اللہ تعالیٰ مومنین سے جب کہ اے نبی (ﷺ) وہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کررہے تھے درخت کے نیچے پس اللہ کو معلوم تھا جو کچھ ان کے دلوں میں ہے۔ یعنی ان کے دلوں کو جانچ کر پرکھ کر اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عن المؤمنین کا اعلان فرمایا اور منبر و محراب پر قیامت تک یہ اعلان **گونجتا** رہے گا۔ لیکن اس کے باوجود ان کے دلوں میں گھمنڈ پیدا نہیں ہوتا اس لئے کہ ان کی رسائی حقیقت تک ہوگئی تھی' تو ایسے لوگوں کے سامنے سے اگر پردہ ہٹا دیا جائے اور ان کی قبولیت عند اللہ ان کو جتا بھی دی جائے' اللہ تعالیٰ خود وحی کے ذریعے سے اس کا اعلان فرمادیں تب بھی ان میں عجب اور گھمنڈ پیدا نہیں ہوتا ہے' کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ محض مولائے کریم کی عنایت ہے' اس کا فضل ہے' اور بغیر استحقاق کے اس کی عطا ہے' ورنہ ہمارے پاس کیا ہے؟ وہ ان عنایات ربانی کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتے' بلکہ مالک کے فضل' اس کی عنایت اور اس کے لطف کی طرف منسوب کرتے ہیں'

قبولیت اعتکاف کی علامت

تو میاں! قطعی قبولیت کا تو خیال چھوڑ دو' اور یہ بھی کہ کیسے معلوم کیا جائے کہ ہمارا اعتکاف قبول ہوگیا؟ کیونکہ وحی تو میرے پاس بھی نہیں آتی' اور تمہارے پاس بھی نہیں آتی' جس کے ذریعہ قبولیت کا قطعی فیصلہ ہوجائے البتہ ایک علامت ہے' اس سے کچھ کچھ اندازہ کیا جاسکتا ہے' اور وہ یہ کہ دس دن تک آپ حضرات مسجد میں جم کر بیٹھے تو کیا اس اعتکاف کے نتیجہ میں مسجد سے بھی تعلق پیدا ہوا؟ تم تو مسجد میں بیٹھے کیا مسجد بھی تمہارے دل میں بیٹھی؟ تم نے قرآن کریم کی تلاوت کی' کیا وہ تلاوت بھی تمہارے دل میں آئی؟ تم نے اللہ پاک کا نام لیا کیا اللہ تعالیٰ کی ذات عالی سے اور اس کے پاک نام سے کچھ تعلق بھی پیدا ہوا؟ کچھ دل میں چاشنی بھی آئی؟ کچھ دل کو ذکر سے رغبت بھی ہوئی؟ تم مسجد کے اس نورانی ماحول میں کچھ وقت گزار کر واپس جارہے ہو اپنے ماحول کا اور اس نورانی ماحول کا کچھ فرق بھی محسوس ہوا؟ اور اس ماحول کی رغبت بھی پیدا ہوئی؟ اور اس ماحول کے اثرات بھی ساتھ لے جارہے ہو یا سب کچھ یہیں چھوڑ کر جارہے ہو؟ اور آئندہ کے لئے اپنی زندگی کی لائن بدلنے کا بھی فیصلہ ہوا؟ اور کیا رضائے الٰہی کے لئے اپنی ہوا یعنی خواہش کو چھوڑنے کا بھی جذبہ اور داعیہ پیدا ہوا؟ اگر یہ چیزیں تم میں پیدا ہوگئی ہیں تو جس درجہ کی پیدا ہوئی ہیں اس درجہ کی قبولیت ان شاء اللہ تمہیں حاصل ہوگئی' اور اگر یہ نہیں ہوا تو پھر جیسے آئے تھے ویسے ہی چلے گئے۔

حج مبرور کی فضیلت

حدیث شریف میں فرمایا: والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ

(متفق علیہ من حدیث ابی ہریرۃ- مشکوٰۃ ص ۲۲۱)

ترجمہ: حج مبرور کی جزا جنت کے سوا کچھ نہیں۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے:

من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه.

(متفق علیہ عن حدیث ابی ہریرۃ۔ مشکوۃ ص ۲۲۱)

ترجمہ: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حج کیا' پھر اس نے نہ کسی قسم کی فحش کلامی کی اور نہ گناہ کا ارتکاب کیا تو وہ اس حالت میں واپس ہو گا گویا آج اس کی ماں نے اس کو جنا ہے' یعنی پاک صاف ہو کر واپس آئے گا' اور ایسا حج' "حج مبرور" کہلاتا ہے۔

حج مبرور کی علامت

اکابرؒ فرماتے ہیں کہ "حج مبرور" کی علامت یہ ہے کہ حج کے بعد حاجی کی زندگی کی لائن بدل جائے' معاصی سے فرماں برداری کی طرف آجائے' غفلت سے ذکر کی طرف آجائے' بے پروائی سے اہتمام کی طرف آجائے' پہلے نمازوں کا کوئی اہتمام نہیں کرتا تھا' قضا ہو گئی تو ہو گئی' کوئی افسوس نہیں' کوئی رنج و صدمہ نہیں' اسی طرح دوسری چیزوں کی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ لیکن حج کرنے کے بعد اس کی زندگی کی کایا پلٹ ہو گئی کہ اب فرائض شرعیہ کا اہتمام ہونے لگا حقوق اللہ و حقوق العباد کے ادا کرنے کی فکر پیدا ہو گئی۔ اور زندگی میں ایک روحانی انقلاب برپا ہو گیا تو سمجھو کہ اس کا یہ حج "حج مبرور" ہے۔

حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ کا ذکر خیر

ہمارے بزرگ مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے بزرگ استاذ حدیث تھے' اور جامعہ سے شائع ہونے والے ماہنامہ "بینات" کے مدیر تھے۔ اور وہ میرے خاص محسن تھے کہ مجھے کراچی لانے کا سبب بنے' میں ضلع فیصل آباد کے ایک چھوٹے سے قصبہ ماموں کانجن میں مدرس تھا۔ ایوب خان کے زمانے میں جب ڈاکٹر فضل الرحمن کا فتنہ اٹھا تو میں نے اس کے خلاف مضامین لکھنا شروع کئے' ایک مضمون میں نے مولانا مرحوم کو بھیج دیا' اس مضمون کو پڑھ کر انہوں نے میرے حضرت بنوریؒ سے کہا تھا کہ اس کو کراچی بلوالو' وہ مجھے جانتے نہیں تھے' نہ حضرت بنوریؒ سے میرا تعارف تھا' لیکن مرحوم نے میرا وہ مضمون پڑھا تو بغیر کسی سابقہ تعارف کے حضرت بنوریؒ سے کہا کہ اس کو کراچی بلوالو' حضرتؒ نے مجھے حاضری کا خط لکھ دیا' اور میں حضرتؒ کی دعوت پر ان کی خدمت میں حاضر ہو گیا' اس طرح حضرتؒ سے اور ان کے مدرسہ سے میرا تعلق ہو گیا۔ پس میرے کراچی آنے کا سبب حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ بنے تھے' ماہنامہ "بینات" جس کا میں ایڈیٹر ہوں' اس کے پہلے مدیر مولانا مرحوم تھے' اور اب میں ان کا جانشین ہوں' اس لئے ان کو اپنا محسن سمجھتا ہوں۔ مولانا مرحوم شروع میں کسی سے بیعت نہیں تھے (بعد میں حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ کے خلیفہ اعظم حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ رائے پوری سے بیعت ہو گئے تھے) لیکن اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کی محبت و عظمت ان کے دل میں ڈال دی تھی' حج و عمرہ سے ان کو والہانہ عشق تھا۔ جتنا پیسہ کماتے سب حج و عمرہ کے لئے جمع کرتے رہتے تھے اور سال میں دو مرتبہ ایک مرتبہ عمرہ پر اور ایک مرتبہ حج پر جانا گویا اپنے اوپر لازم کر رکھا تھا۔

میرا مرشد تو بیت اللہ ہے

مرحوم فرمایا کرتے کہ میرا مرشد تو بیت اللہ ہے' میں تو اپنے مرشد کی زیارت کے لئے جاتا ہوں' لوگ تو حج و عمرہ کرنے کو جاتے ہوں گے' مگر میں تو اپنے مرشد کی زیارت کے لئے جاتا ہوں۔ اور واقعی انہوں نے اپنے مرشد سے عجیب فیض اٹھایا تھا۔ یہ میری آنکھوں دیکھی بات ہے کہ ان کے مرشد (بیت اللہ شریف) نے ان کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا تھا۔

مولانا مرحوم کی نماز کی کیفیت

اتنی اچھی اور نفیس نماز پڑھتے تھے کہ ان کے پاس کھڑا ہونے والا بھی اس کی لذت و حلاوت محسوس کرتا تھا۔ نماز کے سجدہ میں ماثور دعائیں بڑے درد اور سوز سے کرتے تھے' ایک دن مجھ سے کہنے لگے حنفیہ سجدہ میں دعائیں کیوں نہیں کرتے؟ (ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ امام سجدہ میں بس تسبیحات پڑھے' لمبی دعائیں نہ پڑھے' تاکہ مقتدیوں کو تشویش نہ ہو۔ جب کہ دوسرے ائمہ فرماتے ہیں کہ جو دعائیں حدیث میں منقول ہیں وہ بھی پڑھے) میں نے حضرت مولانا کے اس سوال کے جواب میں کہ "حنفیہ سجدہ میں دعا کیوں نہیں کرتے؟" ان کی خدمت میں اپنے اکابر کی توجیہ عرض کی' اس توجیہ کو بھی مانتے تھے۔ لیکن ان کا ذوق تھا کہ سجدہ میں خوب دعا کی جائے اس لئے جھنجلا کر کہنے لگے' "نہیں جی! چھوڑو!" وہ خوب مزے کے ساتھ سجدہ کرتے تھے' اور اس میں دعائیں مانگتے رہتے تھے' ایک دفعہ کچھ بیمار ہو گئے تھے فرمانے لگے' "اب میں ٹھیک ہو جاؤں گا اس لئے کہ میں نے سجدہ میں یہ دعا کی ہے:

انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین۔

(الانبیاء ۸۳)

یہ حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "(اے میرے پروردگار!) مجھے تکلیف پہنچ رہی ہے' اور آپ یعنی آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہیں۔" ارحم الراحمین ہیں' آپ کی رحمت بھی کامل' قدرت بھی کامل' اپنی رحمت کے صدقے میری تکلیف کو دور فرما دیجئے۔

مولانا مرحوم کی وفات کا عجیب و غریب واقعہ

مدرسہ میں تفسیر جلالین شریف کا بھی سبق پڑھایا کرتے تھے۔ اور ظہر کے بعد اس کا وقت تھا' لیکن وفات کے دن صبح گیارہ بجے درس گاہ میں تشریف لائے' یہ گھنٹہ دوسرے استاذ کا تھا' اور اپنا سبق پڑھا رہے تھے۔ ان استاذ کو یہ کہہ کر اٹھا دیا کہ اٹھو! مجھے سبق پڑھانا ہے' مدرسہ کے اکثر اساتذہ چونکہ حضرت مولانا مرحوم کے شاگرد تھے۔ یوں بھی آپ

مدرسہ میں سب سے معمر بزرگ تھے۔ اس لئے سبق پڑھانے والے استاذ' حضرت مولانا کا حکم سن کر فوراً" اپنا سبق چھوڑ کر اٹھ گئے' حضرت سبق پڑھانے لگے سورۃ المطففین چل رہی تھی' اور آج کا سبق یہ تھا:

کلا ان کتب الابرار لفی علیین ○ وما ادراک ما علیون ○ کتب مرقوم ○ یشھدہ المقربون ○ ان الابرار لفی نعیم ○ علی الارآئک ینظرون ○ تعرف فی وجوھھم نضرۃ النعیم ○ من رحیق مختوم ○ ختمہ مسک فی ذلک فلیتنافس المتنافسون ○ ومزاجہ من تسنیم ○ عینا یشرب بھا المقربون۔ (المطففین ۱۸ ۔ ۲۸)

ترجمہ :۔۔۔۔۔ "ہرگز نہیں! بے شک اعمال نامہ نیک لوگوں کا علیین میں ہے' اور تجھ کو کیا خبر کیا ہے علیین؟ ایک دفتر ہے لکھا ہوا' اس کو دیکھتے ہیں مقرب فرشتے' بے شک نیک لوگ ہیں آرام میں' تختوں پر بیٹھے دیکھتے ہوں گے' پہچان لے تو ان کے منہ پر تازگی آرام کی' ان کو پلائی جاتی ہے شراب خالص مہر لگی ہوئی' جس کی مہر جمتی ہے مشک پر' اس پر چاہئے کہ حرص کریں حرص کرنے والے' اور اس کی ملونی تسنیم سے ہے' وہ ایک چشمہ ہے جس سے پیتے ہیں نزدیک والے (مقرب حضرات)۔"

(ترجمہ شیخ الہند)

یہاں تک سبق پڑھایا' پڑھا کر کے اوپر چلے گئے' بستر پر لیٹے اور انتقال ہو گیا' گیارہ بجے سبق پڑھا رہے تھے اور بارہ بجے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ وفات کے وقت ہمارے رفیق حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ان کے پاس بیٹھے تھے' ان کے سامنے انتقال ہوا۔

وفات کے بعد ان کی کرامت

وفات کے بعد تجہیز و تکفین ہوئی' ظہر کے بعد دارالحدیث میں ان کی میت زیارت کے لئے رکھی گئی' آخری دیدار کے لئے میں گیا تو دیکھ کر میں نے دوستوں سے کہا بڑے میاں کو اتنا پاؤڈر کیوں لگا دیا ہے؟ اتنا سفید چہرہ تھا کہ سبحان اللہ! چہرے پر نور برس رہا تھا۔ حالانکہ حضرت" کا رنگ ذرا سانولا تھا' لیکن وفات کے بعد چہرہ اتنا سفید اور ایسا نورانی تھا کہ واقعتاً" پاؤڈر لگانے کا شبہ ہوتا تھا اس لئے میں نے کہا کہ بڑے میاں کو اتنا پوڈر کیوں لگا دیا؟ چہرے کا اتنا سفید ہونا ان کی کرامت تھی۔ الغرض جن کو حج مقبول نصیب ہو جاتا ہے حج سے یوں انکی زندگیاں بدلتی ہیں' حج کرنے والے یوں حج کرتے ہیں کہ بیت اللہ ان کا مرشد بن جاتا ہے۔ تو میرا بھائی! تم نے جو اعتکاف کیا ہے اگر اس سے یہ چیزیں تمہیں حاصل ہو گئیں' اور قبولیت کے یہ آثار تمہیں نصیب ہو گئے تو توقع رکھو کہ ان شاء اللہ کچھ نہ کچھ لے کر گئے۔ بس یہ مضمون ختم ہوا۔

○

بقیہ؛ جاہلیت

ہے جو نماز روزہ کے بھی پابند ہیں اور حج بھی کئی کئی کر چکے ہوں گے اور رمضان کے روزے بھی رکھتے ہیں' یہ سب کرتے ہیں لیکن جب بھی کوئی ایسی خوشی کا موقع آتا ہے تو بالکل آزاد ہو جاتے ہیں اور پھر اس کے بعد شریعت کو بالائے طاق رکھ دیتے ہیں اور بعض اوقات اگر سنایا جائے کہ اللہ اور رسول کا حکم یہ ہے تو ان کی زبان سے بعض مرتبہ ایسے لفظ نکل جاتے ہیں کہ ڈر معلوم ہوتا ہے کہ کہیں اس سے کوئی حبط اعمال نہ ہو اور کہیں کفر کا ان پر فتویٰ نہ لگ جائے۔

بس عزیزو! اس کو تم لوگ یہاں اپنی تعلیم کا ثمرہ سمجھو اور اس کا ایک فرض سمجھو' اس کا ایک فریضہ سمجھو' اس کا ایک تقاضا سمجھو' اور اس کا ایک حق سمجھو کہ تم اس بارے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا پیکر بن جاؤ اپنے خاندانوں میں اللہ تعالیٰ خیر و عافیت کے ساتھ خوشی کے ساتھ وہ مرحلہ گزارے' اپنے خاندان میں بھی' محلہ میں بھی' اور گاؤں' قصبات سے تعلق رکھتے ہو تو گاؤں قصبات میں' اگر شہر سے تعلق رکھتے ہو تو شہر میں اور انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ سے اگر تمہارا تعلق ہے تو اس میں اور اگر دیندار طبقہ ہے تو اس میں مطمئن نہ ہو کہ دیندار طبقہ ہے اس کے یہاں تو ایسا نہیں ہوتا ہو گا' سب کچھ ہو رہا ہے اور آخری درجہ پر بات پہنچ گئی ہے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی وبال کوئی بے برکتی نہ ہو اور بے برکتی ہو رہی ہے' تو یہ ایک بہت بڑا فریضہ ہے' تم لوگ ابھی سے اس کا عہد کر لو جہاں رہو گے کام کرو گے۔ ان شاء اللہ مدارس کا قیام بھی تعلیم کی اشاعت اور امر بالمعروف اور نہی المنکر اور وعظ سب کچھ کرو گے لیکن یہ تحفظ شریعت کا کام بھی کرو گے اور رسوم جاہلیت کو مٹانے کی کوشش کرو گے اور یہ سب خوشی کے مواقع اور یہ تقریبات جو ہیں خالص سنت و شریعت کے مطابق ادا کرنے کی کوشش کرو گے۔ اللہ تعالیٰ تم کو ہم کو سب کو توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ؛ کشف والہام

حسن خاں صاحب بہادر وزیر اعظم ریاست پٹیالہ (پنجاب) کہ جنہوں نے مسکین طالب علموں کو تقسیم کرنے کے لئے پچاس جلدیں اس کتاب کی خریدیں۔ اور نیز فراہمی خریداروں میں بڑی مدد فرمائی۔ اکثر صاحبوں نے ایک یا دو نسخے سے زیادہ نہیں خریدے۔ لہذا بذریعہ اس اعلان کے بخدمت ان ذی ہمت امراء کے جو حمایت دین اسلام میں مصروف ہو رہے ہیں عرض کی جاتی ہے کہ وہ ایسے کار ثواب میں کہ جس سے اعلائے کلمہ اسلام ہوتا ہے اعانت سے دریغ نہ فرمائیں۔ (تبلیغ رسالت' جلد اول' ص ۱۸)

○

مرزا قادیانی کے کشف والہام کی حقیقت

براہین احمدیہ کی تالیف و اشاعت

علماء سے قلمی اعانت کی درخواست

مرزائیت کا سب سے پہلا علمی کارنامہ جس پر مرزائیوں کو بڑا ناز ہے مرزا غلام احمد صاحب کی کتاب "براہین احمدیہ" ہے۔ یہ ۵۶۴ صفحات کی کتاب ہے۔ جس کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس ضخامت کی اس سے بہتر کتاب چھ سات مہینہ میں بہ سہولت لکھی جا سکتی ہے۔ لیکن مصنف علام نے اس کی تالیف و تدوین میں کئی سال لگا دیئے۔ گو اس کا مواد سالہا سال سے جمع ہو رہا تھا لیکن مصنف صاحب ۱۸۷۹ء سے لے کر کئی سال تک صرف اس ایک کام کے لئے وقف رہے۔ ۱۸۸۰ء میں پہلے دو حصے شائع کئے۔ ۱۸۸۲ء میں تیسرا حصہ طبع ہوا۔ اور ۱۸۸۴ء میں چوتھا حصہ گویا کتاب کے پہلے چار حصوں پر جو ۵۶۴ صفحوں پر مشتمل ہیں چھ سال سے زائد عرصہ لگا۔ (تفصیل کے لئے دیکھو سیرۃ المہدی' جلد اول' ص ۸۶ اور جلد دوم' ص ۱۵۱' پہلی چھ سطریں) حالانکہ ان صفحات پر جنہیں حصہ اول سے تعبیر کیا جاتا ہے کوئی علمی مضمون نہیں بلکہ صرف دس ہزار روپیہ کا انعامی اشتہار ہے۔ جسے صفحات اور حصص کی تعداد بڑھانے کے لئے پہلا حصہ قرار دے لیا ہے۔ اور پھر جہاں تک خاکسار راقم الحروف کی تحقیق کو دخل ہے مرزا صاحب نے اس کتاب میں اپنی کاوش طبع سے شاید ایک حرف بھی نہیں لکھا بلکہ جو کچھ زیب رقم فرمایا ہے وہ یا تو علماء سلف کی کتابوں سے اخذ کیا ہے یا علمائے معاصرین کے سامنے کاسہ گدائی پھرا کر ان کی علمی تحقیقات حاصل کر لی گئی ہیں اور قادیاں کے "سلطان القلم" صاحب نے انہی کو بے حوالہ زینت قرطاس بنا لیا ہے۔ فراہمی مواد کے سلسلہ میں مرزا صاحب نے ہندوستان کے علمائے مشاہیر کو خطوط لکھے اور ان سے درخواست کی کہ حقانیت اسلام کے متعلق مضامین بھیج کر قلمی امداد فرمائیں۔ ان دنوں حیدر آباد دکن میں نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی صاحب علوم عقلیہ میں خاص دست گاہ رکھتے تھے خط و کتابت کر کے براہین کی تالیف میں ان سے استدعا کی۔ انہوں نے اپنی بہت سی بیش بہا علمی تحقیقات قلم بند کر کے مرزا صاحب کے پاس بھیج دیں۔ مرزا جی نے انہیں براہین میں شامل کر لیا اور مولوی صاحب کا حوالہ اس لئے نہ دیا کہ اس سے مولوی صاحب کی عظمت اور مرزا جی کی علمی بے مائیگی کا اظہار ہوتا تھا۔ مولوی چراغ علی مرحوم کے کاغذات میں مرزا جی کے کئی خطوط ملے ہیں جن کے بعض حصے مولوی محمد یحییٰ صاحب تنہا نے کتاب "سیرۃ المہدی" کی جلد دوم (صفحہ ۱۱۹) میں درج کئے ہیں۔ یہ کتاب مکتبہ جامعہ ملیہ دہلی نے طبع کرائی ہے۔ مرزا جی ایک خط میں مولوی چراغ علی کو لکھتے ہیں۔ "جب آپ سا اولوالعزم صاحب فضیلت دینی و دنیوی تہ دل سے حامی ہو اور تائید دین حق میں دل گرمی کا اظہار فرمائے تو بلاشائبہ ریب اس کو تائید غیبی خیال کرنا چاہئے۔ ماسوا اس کے اگر اب تک کچھ دلائل یا مضامین آپ نے نتائج طبع عالی سے جمع فرمائے ہوں تو وہ بھی مرحمت ہوں۔" دوسرے خط میں لکھا۔ "آپ کے مضمون اثبات نبوت کی اب تک میں نے انتظار کی۔ پر اب تک نہ کوئی عنایت نامہ نہ مضمون پہنچا۔ اس لئے مکرر تکلیف دیتا ہوں کہ براہ عنایت بزرگانہ بہت جلد مضمون اثبات حقانیت فرقان مجید تیار کر کے میرے پاس بھیج دیں۔" ایک اور خط میں التماس کی "آپ کو جو اپنی ذاتی تحقیقات سے اعتراض ہنود پر معلوم ہوئے ہوں یا وید پر جو اعتراض ہوں ان اعتراضوں کو ضرور ہمراہ دوسرے مضمون اپنے کے بھیج دیں۔" مولوی محمد یحییٰ صاحب تنہا کی طرح مولوی عبدالحق صاحب سیکریٹری انجمن ترقی اردو نے بھی کتاب "چند ہم عصر" (صفحات ۴۷ تا ۵۰) میں قادیاں کے الہامی صاحب کے وہ خطوط درج کئے ہیں جن میں انہوں نے براہین احمدیہ کی تالیف میں مولوی چراغ علی مرحوم سے مدد طلب کی تھی۔ کتاب "چند ہم عصر" انجمن ترقی اردو (ہند) اورنگ آباد (دکن) نے طبع کرائی ہے۔ اس کتاب میں مندرجہ بالا خطوط کے علاوہ اور چند چٹھیاں بھی درج ہیں۔ چند خطوط کے ضروری اقتباس ملاحظہ ہوں۔ لکھتے ہیں "میں نے ایک کتاب جو دس حصے پر مشتمل ہے تصنیف کی ہے اور نام اس کا براہین احمدیہ رکھا ہے۔ اور صلاح یہ ہے کہ آپ کے فوائد و جرائد بھی اس میں درج کروں اور اپنے مختر کلام سے ان کو زینت بخشوں۔ سو اس امر میں آپ توقف نہ فرمائیں اور جہاں تک جلد ہو سکے مجھ کو مضمون مبارک اپنے سے ممنون فرماویں۔" ایک اور خط مورخہ ۱۹ فروری ۱۸۷۹ء میں تحریر فرماتے ہیں " فرقان مجید کے الہامی اور کلام الٰہی ہونے کے ثبوت میں آپ کا مدد کرنا باعث ممنونی ہے۔ میں نے بھی اسی بارے میں ایک چھوٹا سا رسالہ تالیف کرنا شروع

کیا ہے۔ آپ کی اگر مرضی ہو تو وجوہات صداقت قرآن جو آپ کے دل پر القا ہوں میرے پاس بھیج دیں۔ تا اسی رسالہ میں حسب موقع اندراج پا جائے۔" اور ۱۰ مئی ۱۸۷۹ء کی چٹھی میں رقم فرما ہیں۔ "کتاب براہین احمدیہ ڈیڑھ سو جزو ہے جسکی لاگت تخمیناً" نو سو چالیس روپیہ ہے اور آپ کی تحریر ملحق ہو کر اور بھی زیادہ ضخامت ہو جائے گی۔"

ان خطوط سے نہ صرف مرزا جی کی مجددیت کی حقیقت عالم آشکار ہو جاتی ہے۔ بلکہ کتاب "براہین احمدیہ" کے الہامی ہونے کی بھی خوب قلعی کھلتی ہے۔

زر طلبی کا سلسلہ اشتہارات

میرا خیال ہے کہ ہندوستان میں مرزا غلام احمد ہی فن پروپیگنڈا کے سب سے پہلے علم بردار اور معلم ہیں۔ گو یہ بتانا مشکل ہے کہ یہ فن انہوں نے استاد یورپ سے سیکھا تھا یا خود ہی اس کے بانی و موسس تھے۔ تاہم یہ امر یقینی ہے کہ ان سے پہلے ہندوستان میں کسی شخص نے حصول مقاصد کے لئے اتنا بے پناہ پروپیگنڈا نہیں کیا جتنا مرزا صاحب سے ظہور میں آیا۔ اگر کسی کو اس بیان کی صداقت میں شبہ ہو تو وہ مرزا صاحب کی اسی پچاسی تالیفات کے علاوہ ان کے مکتوبات اور مجموعہ اشتہارات کو دیکھے جن میں پروپیگنڈا کا سیلاب موجزن ہے۔ مرزا صاحب نے ملکی جرائد و رسائل میں بھی براہین کے لئے نہایت زبردست پروپیگنڈا کیا۔ اور اس کی طباعت کے لئے قوم سے امداد کی مسلسل اپیلیں کیں۔ اس کے علاوہ درخواستہائے اعانت کے جو اشتہار یکے بعد دیگرے مختلف عنوانوں سے ہزاروں کی تعداد میں چھپوا کر تقسیم کرائے وہ بھی ایک درجن سے کسی طرح کم نہ ہوں گے۔ براہین کی طباعت کے لئے حصول اعانت کا جو سب سے پہلا اشتہار اپریل ۱۸۷۹ء میں زیر عنوان "اشتہار بغرض استعانت از انصار دین محمد مختار صلی اللہ علیہ و آلہ الابرار" شائع کیا۔ اس میں لکھا کہ

"اس خاکسار نے ایک کتاب متضمن اثبات قرآن و صداقت دین اسلام ایسی تالیف کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام اور کچھ نہ بن پڑے۔ اس کتاب کے ساتھ اس مضمون کا ایک اشتہار دیا جاوے گا کہ جو شخص اس کے دلائل کو توڑ دے میں اپنے جائیداد تعدادی دس ہزار روپیہ اس کے حوالے کروں گا۔ پہلے ہم نے اس کتاب کا حصہ پندرہ جزو (دو سو چالیس صفحہ میں تصنیف کیا۔ بغرض تکمیل تمام ضروری امروں کے نو حصے اور زیادہ کر دیئے۔ جن کے سبب سے تعداد کتاب ڈیڑھ سو جزو (دو ہزار چار سو صفحے) ہو گئی ہر ایک حصہ اس کا ایک ایک ہزار نسخہ چھپے تو چورانوے روپیہ صرف ہوتے ہیں۔ پس کل حصص کتاب نو سو چالیس روپے سے کم میں نہیں چھپ سکتے۔ ازاں بخاکہ ایسی بڑی کتاب کا چھپ کر شائع ہونا بجز معاونت مسلمان بھائیوں کے بڑا مشکل امر ہے اور ایسے اہم کام میں اعانت کرنے میں جس قدر ثواب ہے وہ ادنیٰ اہل اسلام پر بھی مخفی نہیں۔ لہذا اخوان مومنین سے درخواست ہے کہ اس کے مصارف طبع میں معاونت کریں۔ اغنیاء لوگ اپنے مطبخ (باورچی خانہ) کے ایک دن کا خرچ بھی عنایت فرمائیں گے تو یہ کتاب بہ سہولت چھپ جائے گی۔ ورنہ یہ مہر درخشاں چھپا رہے گا۔ یا یوں کریں کہ ہر ایک اہل وسعت بہ نیت خریداری کتاب پانچ پانچ روپیہ مع اپنی درخواستوں کے راقم کے پاس بھیج دیں۔ جیسی جیسی کتاب چھپتی جائے گی ان کی خدمت میں ارسال ہوتی رہے گی۔ غرض انصار اللہ بن کر اس نہایت ضروری کام کو جلد تر بسر انجام پہنچاویں۔" (تبلیغ رسالت' جلد اول ص ۸ ب) کچھ دنوں کے بعد ایک اور اشتہار زیر عنوان "اشتہار کتاب براہین احمدیہ بجہت اطلاع جمیع عاشقان صدق و انتظام سرمایہ طبع کتاب" شائع کیا۔ جس کا مضمون قریب قریب وہی تھا جو پہلے اشتہار کا تھا۔ البتہ اتنا اضافہ تھا۔ بڑی شکر گزاری سے لکھا جاتا ہے کہ حضرت مولوی چراغ علی خاں صاحب معتمد مدار المہام دولت آصفیہ حیدر آباد دکن نے بغیر ملاحظہ کیئے کسی اشتہار کے خود بخود اپنے کرم ذاتی و ہمت اور حمایت و حمیت اسلامیہ سے بوجہ چندہ اس کتاب کے ایک نوٹ دس روپیہ کا بھیجا ہے۔ (ایضاً" ص ۱۰۹)

براہین کی قیمت

مرزا صاحب ابھی دو ہی اشتہار شائع کرنے پائے تھے کہ روپیہ چاروں طرف سے مینہ کی طرح برسنا شروع ہوا اور مرزا صاحب کا ساغر دل اپنی اسکیم کی کامیابی پر خوشی سے چھلک گیا۔ لیکن حریص تاجروں کا جذبہ حرص و آز قلیل نفع سے تسکین نہیں پاتا اس لئے مرزا صاحب اب سوچنے لگے کہ اگر کتاب کی قیمت دو چند کر دی جائے تو آمدنی بھی دو چند ہونے لگے گی۔ چنانچہ قیمت پانچ کی جگہ دس روپے کر دی۔ اب مرزا صاحب نے ۳ر دسمبر ۱۸۷۹ء کو یہ اعلان شائع کیا۔ "واضح ہو کہ جو اصل قیمت اس کتاب کی بلحاظ ضخامت اور حسن اور لطافت ذاتی اس کے اور نیز بنظر اس پاکیزگی خط اور تحریر اور عمدگی کاغذ وغیرہ لوازم اور مراتب کے کہ جن کے التزام سے یہ کتاب چھاپی جائے گی بیس روپیہ سے کم نہ تھی مگر ہم نے محض اس امید سے جو بعض امرائے اسلام جو ذی ہمت اور اولوالعزم ہیں۔ اس کتاب کی اعانت میں توجہ کامل فرمائیں گے۔ صرف پانچ روپیہ مقرر کی تھی۔ مگر اب تک ایسا ظہور میں نہ آیا اور ہم انتظار کرتے کرتے تھک بھی گئے۔ بباعث اس کے جو قیمت کتاب کی نہایت ہی کم تھی اور جبر نقصان اس کا بہت سی اعانتوں پر موقوف تھا جو محض فی سبیل اللہ ہر طرف سے کی جائیں طبع کتاب میں بڑی توقف ظہور میں آئی۔ ناچار بعد اضطرار یہ تجویز سوچی گئی' جو قیمت کتاب کے جو بنظر حیثیت کتاب کے بغایت درجہ قلیل اور ناچیز ہے' دو چند کی جائے' لہذا امن بعد جملہ صاحبین باستثناء ان صاحبوں کے جو قیمت ادا کر چکے ہیں یا ادا کرنے کا وعدہ ہو چکا ہے قیمت اس

کتاب کی بجائے پانچ روپیہ کے دس روپیہ تصور فرمائیں مگر واضح رہے کہ اگر بعد معلوم کرنے قدرو منزلت کتاب کو کوئی امیر عالی ہمت اس قدر اعانت فرمائیں گے کہ جو کسر کی قیمت کی ہے اس سے پوری ہو جائے گی تو پھر وہی پہلی ہی قیمت قرار پا جائے گی۔ ان شاء اللہ یہ کتاب جنوری ۱۸۸۰ء میں زیر طبع ہو کر فروری میں شائع ہو جائے گی۔ میں مندرجہ صاحبوں کا بدل مشکور ہوں کہ جنہوں نے سب سے پہلے اس کتاب کی اعانت کے لئے بنیاد ڈالی اور خریداری کتب کا وعدہ فرمایا۔

۱۔ جناب نواب شاہجہان بیگم صاحبہ بالقابہا والیہ ریاست بھوپال۔
۲۔ نواب صاحب بہادر فرمان روائے ریاست لوہارو۔
۳۔ خلیفہ سید محمد حسن صاحب وزیر اعظم ریاست پٹیالیہ۔
۴۔ جناب نواب محمد فیروز الدین خاں صاحب بہادر وزیر اعظم ریاست بہاولپور۔
۵۔ جناب غلام قادر خاں صاحب وزیر ریاست نالہ گڑھ (پنجاب)۔
۶۔ جناب نواب مکرم الدولہ بہادر حیدر آباد دکن۔
۷۔ جناب نواب نظیر الدولہ بہادر بھوپال۔
۸۔ جناب نواب سلطان الدولہ بہادر بھوپال۔
۹۔ جناب نواب علی محمد خاں صاحب بہادر لدھیانہ۔
۱۰۔ جناب نواب علی محبوب' سبحانی خاں صاحب رئیس اعظم لاہور۔
۱۱۔ جناب سردار غلام محمد خاں صاحب رئیس واہ۔
۱۲۔ جناب مولوی محمد چراغ علی خاں صاحب نائب معتمد مدار المہام حیدر آباد دکن۔
۱۳۔ جناب مرزا سعید الدین احمد خاں صاحب بہادر ایکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر فیروز پور۔ (تبلیغ رسالت' جلد اول' ص ۸)
۱۴۔ شیخ محمد بہاؤ الدین احمد خاں صاحب مدار المہام ریاست جونا گڑھ۔ (البشریٰ' جلد اول' حصہ ۲' ص ۷)

مرزا صاحب کے بے پناہ پروپیگنڈا نے لوگوں کو کتاب کا بڑا مشتاق بنا دیا تھا۔ جب پہلے دو حصے چھپ چکے تو مرزا صاحب کے جذبہ زر طلبی میں اور زیادہ تشنگی پیدا ہوئی اب اس کی قیمت دس روپے کی بجائے مرفہ الحال مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لئے کم از کم پچیس روپے قرار پائی۔ اور ہر ایک سے پچیس روپیہ سے لے کر سو روپیہ تک وصول کیا جانے لگا۔ پچیس روپے سے لے کر سو روپیہ تک قیمت مقرر کرنے کے متعلق مرزا جی نے جو اشتہار شائع کیا اس میں لکھا کہ کتاب "براہین احمدیہ" جس میں تین سو مضبوط دلیل سے حقیقت اسلام ثابت کی گئی ہے اور ہر ایک مخالف کے عقاید باطلہ کا ایسا استیصال کیا گیا ہے کہ گویا اس مذہب کو ذبح کیا گیا اور پھر زندہ نہیں ہو گا اس کتاب کے بارے میں بجز چند عالی ہمت مسلمانوں کے جن کی توجہ سے دو حصے اور کچھ تیسرا حصہ چھپ گیا ہے جو کچھ اور لوگوں نے اعانت کی وہ ایسی ہے کہ اگر بجائے تصریح کے انا للہ وانا الیہ راجعون پر قناعت کریں تو مناسب ہے۔ پہلے یہ کتاب تیں پینتیس جز تک تالیف ہوئی تھی اور پچیس روپیہ دوسری قوموں اور خواص کے لئے مقرر ہوئی مگر اب یہ کتاب بوجہ احاطہ جمیع ضروریات تحقیق و تدقیق تین سو جزو (چار ہزار آٹھ سو صفحات) تک پہنچ گئی ہے۔ جس کے مصارف پر نظر کر کے یہ واجب معلوم ہوتا تھا کہ آئندہ قیمت کتاب سو روپیہ رکھی جائے۔ مگر یہ باعث پست ہمتی اکثر لوگوں کے یہی قرین مصلحت معلوم ہوا کہ اب وہی قیمت مقررہ سابقہ کہ گویا کچھ بھی نہیں ایک دوامی قیمت قرار پائے اور لوگوں کو ان کے حوصلہ سے زیادہ تکلیف دے کر پریشان نہ کیا جائے۔ اور واضح رہے کہ اب یہ کام لوگوں کی ہمت سے انجام پذیر نہیں ہو سکتا کہ جو مجرد خریدار ہونے کی وجہ سے ایک عارضی جوش رکھتے ہیں بلکہ اس وقت کئی ایک ایسے عالی ہمتوں کی توجہات کی حاجت ہے کہ جن کا بے بہا ایمان خرید و فروخت کے تنگ ظرف میں سما نہیں سکتا بلکہ اپنے مالوں کے عوض میں بہشت جاودانی خریدنا چاہتے ہیں۔ (تبلیغ رسالت' جلد اول' ص ۲۳-۲۴)

زیادہ سے زیادہ قیمت وصول کرنے کے ہتھکنڈے

اب قادیانی صاحب نے لوگوں سے زیادہ سے زیادہ قیمت وصول کرنے کے لئے دو ڈھنگ اختیار کئے۔ اول تو یہ کوشش کی کہ کوئی شخص قیمت کا لفظ ہی زبان پر نہ لائے کیونکہ "خرید و فروخت کا خیال تنگ ظرفی کی دلیل ہے۔" بلکہ وہ اندھا دھند اپنے متاع عزیز کا ایک بڑا حصہ مرزا صاحب کو خیرات میں دے دے اور اس کے معاوضہ میں مرزا صاحب سے بہشت جاوداں کا تمغہ حاصل کرلے اور اگر کوئی شخص اس طرح نہیں پھنستا تھا یا پچیس روپے سے بھی کم دینا چاہتا تھا تو ہوشیار دکاندار کی طرح اس سے کہا جاتا تھا کہ تم ایک پائی نہ دو بلکہ مفت ہی لے لو۔ کیونکہ ہم غریبوں کو مفت بھی دیتے ہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ ایسا کون بے حیا مستطیع خریدار ہو گا جو غریب بن کر مفت مانگتا یا پچیس روپے سے کم قیمت پر کتاب مانگنے کی جرأت کرتا۔ مرزا صاحب نے سردار محمد علی خان مالیر کوٹلوی کے نام جو خط بھیجا اس میں لکھا تھا کہ "قیمت کتاب سو روپیہ سے پچیس روپیہ تک حسب مقدرت ہے۔ یعنی جس کو سو روپیہ کی توفیق ہے وہ سو روپیہ ادا کرے اور جس کو کم توفیق ہے وہ کم۔ مگر بہرحال پچیس روپیہ سے کم نہ ہو۔ اور نادار کو مفت للہ ملتی ہے۔ آپ جس صیغہ میں چاہیں لے سکتے ہیں اور چاہیں تو مفت بھیجی جاوے۔" (مکتوبات احمدیہ' جلد ۵' نمبر ۲' ص ۴) تھوڑے دن کے بعد مرزا صاحب نے ایک اور اپیل شائع کی جس میں لکھا۔ "امید یہ کی گئی تھی کہ امرائے اسلام جو ذی ہمت اور اولوالعزم ہیں اس کتاب کی اعانت میں دلی ارادت سے مدد کریں گے لیکن اب تک وہ امید پوری نہ ہوئی۔ بلکہ بجز عالی جناب خلیفہ سید محمد

باقی صـ ۱۸ پـر

طاہر رزاق

آخری قسط

قافلۂ امیر شریعت

فتح و کامرانی کی دہلیز پر

کیا عجیب بات ہے۔ سرکش اس کا باپ ہو اور قبول نہیں کیا بیٹے نے۔ بیٹا قبول نہ کرے تو باپ سرکش۔ گالی باپ کو دے دی۔ فساق باپ ہوتا ہے بیٹا نہیں ہوتا لیکن اگر کنجری کی اولاد ہے تو حرامی ہے تو گالی اسی کو آئی۔ میں نے کہا: "اچھا یہ بتاؤ کہ قرآن کریم میں ہے جو قوم نے مریم علیہ السلام سے بات کی

ماکان ابوک امرا سوء وما کانت امک بغیا

"تمہاری ماں' وہ زانیہ نہیں تھی"۔

"اس کا ترجمہ کرو' کیا ہے ترجمہ؟"

اس نے کہا: "یہ تو بغیا ہے بغایۃ نہیں ہے۔

حد ہو گئی جہالت کی۔ میں نے کہا: "بغیا اور بغایہ میں کا فرق ہے' معنی کیوں تبدیل ہو گیا"۔ پھر میں نے ان سے کہا: "اچھا یہ بتاؤ قرآن میں ہے ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء ان اردن تحصنا

۔یہاں بغا کے کیا معنی"۔

اس کے بعد میں نے کہا "چلو حدیث میں چلے جاتے ہیں۔ اگر قرآن سے تم جواب نہیں دے سکتے' جامع ترمذی کی روایت میں آتا ہے البغایۃ اللاتی ینکحن بانفسھن بغیر بینۃ کنجریاں ہیں' زانیہ ہیں وہ عورتیں جو اپنا نکاح کرتی ہیں خفیہ بغیر گواہوں کے گواہ نہ ہوں۔ یہ زنا ہے"۔ میں نے کہا:

"اس کا کیا معنی ہے؟"

تیرہ دن جرح رہی۔ ہم نے اتنا وقت دیا انہیں آزادی کے ساتھ۔ اس کے بعد ممبروں کا ذہن بن چکا تھا۔ یہ سب کہتے کہ اب یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ یہ ہمیں کافر کہتے ہیں۔ یہ ہم نے منوالیا۔ اب اگر ہم انہیں مسلمان کہتے ہیں تو پھر ہم کافر ہیں اور یا پھر وہ کافر۔ دونوں میں سے ایک بات ہو گی تو فیصلہ ہم کیوں نہ دیں کہ وہ کافر۔ چنانچہ بحث کی پوری تفصیلات آنے کے بعد میں نے بھی وہاں ایک کتاب دو سو صفحے کی پڑھی۔ "ملت اسلامیہ کا موقف" اول سے لے کر آخر تک تاکہ ہم بھی اپنا موقف پیش کریں۔

وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو پر بہت زیادہ بیرونی دباؤ تھا اور وہ مسئلہ کو حل کرتے نظر نہ آتے تھے۔ انہوں نے کہ وہ اس نوے سالہ مسئلہ کو چند دنوں میں کیسے حل کر سکتے ہیں۔ مجلس عمل کے ارکان سے ان کی کئی ملاقاتیں ہوئیں' لیکن بات کسی نتیجہ پر نہ پہنچی۔ کئی دفعہ تو کشیدگی یہاں تک پہنچی کہ آنے والے حالات انتہائی خوفناک نظر آنے لگے۔ آخری دن بڑا نازک تھا۔ وزیر اعظم مانتے نہیں تھے' ادھر مجاہدین ختم نبوت سروں پر کفن باندھ کر جانیں قربان کرنے کے لیے تیار کھڑے تھے۔ شام کو حالات مزید کشیدہ ہو گئے۔ حکومت نے پولیس اور انٹیلی جنس اداروں کو چوکنا کر دیا بڑے بڑے شہروں میں فوج تعینات کر دی گئی۔ بھاری اسلحہ کے انبار لگا دیے گئے۔ ہزاروں کارکنوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ تحریک کے لیڈروں کی فہرستیں تیار کر لی گئیں۔ گویا آنکھوں کے سامنے جنگ کی بہت خوفناک تصویر نظر آ رہی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے پاکستان اور مسلمانوں پر خصوصی کرم فرمایا اور حالات نے ایک خوشگوار کروٹ لی۔ مولانا مفتی محمودؒ جو مجلس عمل کے ایک نمائندہ کی حیثیت سے اپنے رفقاء کے ہمراہ وزیر اعظم سے مذاکرات کر رہے تھے' وزیر اعظم سے ملے اور ان سے کہا: "ہم مذاکرات کرتے کرتے تھک گئے ہیں۔ ہم آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ نہیں مانتے' مجلس عمل والوں کے پاس جاتے ہیں تو وہ نہیں مانتے۔ آپ ہی بتایئے' ہم کیا کریں؟"

وزیر اعظم نے غصہ میں جواب دیا: "میں نہیں جانتا مجلس عمل کون ہوتی ہے' میں تو آپ لوگوں کو جانتا ہوں' آپ تو اسمبلی کے معزز رکن ہیں"۔

مولانا مفتی محمودؒ نے فرمایا:

"بھٹو صاحب! آپ کو قوم کے ایک حلقہ نے منتخب کر کے بھیجا ہے' اس لیے آپ اسمبلی کے "معزز رکن" ہیں۔ میں بھی ایک حلقہ انتخاب کا

نمائندہ ہوں‘ اس لیے میں بھی اسمبلی کا ممبر کہلاتا ہوں‘ مگر آنجناب کو بتانا چاہتا ہوں کہ ”مجلس عمل“ کسی ایک حلقہ انتخاب کی نمائندہ نہیں‘ بلکہ وہ اس وقت پاکستان کے سات کروڑ مسلمانوں کی نمائندگی کررہی ہے۔ کیسی عجیب منطق ہے کہ آپ ایک حلقہ کے نمائندہ کو تو عزت و احترام کا مقام دینے کو تیار ہیں‘ مگر قوم کے سات کروڑ افراد کی نمائندہ ”مجلس“ کو آپ پائے حقارت سے ٹھکرارہے ہیں۔ بہتر ہے‘ میں ان سے جاکر کہہ دیتا ہوں کہ وزیر اعظم‘ پاکستان کے سات کروڑ مسلمانوں کی بات سننے کو تیار نہیں“۔

مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کی یہ منطق کام کرگئی اور بھٹو صاحب رضامند ہوگئے اور انہوں نے مجلس عمل کی مجوزہ قرار داد پر دستخط کردیے۔ اس طرح ۴ بج کر ۳۵ منٹ پر قادیانیوں کی دونوں شاخوں کو غیر مسلم قرار دے کر دائرہ اسلام سے خارج کردیا گیا۔ مسٹر بھٹو نے قائد ایوان کی حیثیت سے ۲۷ منٹ تک وضاحتی تقریر کی۔ اعلان ہوتے ہی پوری اسمبلی خوشی کے نعروں سے گونج اٹھی۔ ممبران جذباتی ہو کر ایک دوسرے سے بغل گیر ہوگئے‘ حتی کہ مسٹر بھٹو اور ولی خان بھی آپس میں گرم جوشی سے ملے۔ پورے ملک میں ایک عظیم الشان جشن کا سماں بندھ گیا۔ مسلمان خوشی سے دیوانے ہوگئے۔ ہر دل جھوم اٹھا‘ ہر دماغ مہک اٹھا۔ گلیاں اور بازار نعرہ ہائے تکبیر ’اللہ اکبر‘ تاجدار ختم نبوت زندہ باد‘ تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد سے گونج اٹھے۔ فرط جذبات سے آنکھوں کے چشموں سے آنسو بہہ رہے تھے‘ مٹھائیاں تقسیم ہورہی تھیں‘ حلوے کی دیگیں پک رہی تھیں‘ ایک دوسرے سے بغل گیر ہو کر مبارک بادیں دی جارہی تھیں‘ مساجد شکرانے کے نوافل ادا کرنے والوں سے بھر گئی تھیں‘ مجاہدین ختم نبوت اور شہدائے ختم نبوت کی قبروں پر عقیدت کے پھول چڑھائے جارہے تھے۔

اسلام جیت گیا‘ کفر پٹ گیا۔ حق کا بول بالا ہوا‘ باطل کا منہ کالا ہوا۔ پرچم ختم نبوت سرفراز ہوا‘ جھوٹی نبوت کا بت اوندھے منہ گرگیا۔ ختم نبوت کے پاسبان کامیاب و کامران ہوئے اور انگریزی نبوت کے مجاور خائب و خاسر ہوئے۔

قومی اسمبلی کی طرف سے ختم نبوت پر متفقہ فیصلے کی قرارداد

قومی اسمبلی کے کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی متفقہ طور پر طے کرتی ہے کہ حسب ذیل سفارشات قومی اسمبلی کو غور اور منظوری کے لیے بھیجی جائیں۔

کل ایوان پر مشتمل خصوصی کمیٹی اپنی رہنما کمیٹی اور ذیلی کمیٹی کی طرف سے اس کے سامنے پیش یا قومی اسمبلی کی طرف سے اس کو بھیجی گئی قراردادوں پر غور کرنے اور دستاویزات کا مطالعہ کرنے اور گواہوں بشمول سربراہان انجمن احمدیہ‘ ربوہ اور انجمن احمدیہ اشاعت الاسلام‘ لاہور کی شہادتوں اور جرح پر غور کرنے کے بعد متفقہ طور پر قومی اسمبلی کو حسب ذیل سفارشات پیش کرتی ہے۔

(اول) دفعہ ۱۰۶(۳) میں قادیانی جماعت اور لاہوری جماعت کے اشخاص (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) کا ذکر کیا جائے۔

(دوم) دفعہ ۲۶۰ میں ایک نئی شق کے ذریعے غیر مسلم کی تعریف درج کی جائے۔ مذکورہ بالا سفارشات کے نفاذ کے لیے خصوصی کمیٹی کی طرف سے متفقہ طور پر منظور شدہ مسودہ قانون منسلک ہے۔

(ب) کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ الف میں حسب ذیل تشریح درج کی جائے۔

تشریح... کوئی مسلمان جو آئین کی دفعہ ۲۶۰ کی شق (۳) کی تصریحات کے مطابق محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے تصور کے خلاف عقیدہ رکھے یا عمل یا تبلیغ کرے‘ وہ دفعہ ہذا کے تحت مستوجب سزا ہوگا۔

(ج) کہ متعلقہ قوانین مثلاً ”قومی رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۷۳ء اور انتخابی فہرستوں کے قواعد ۱۹۷۴ء“ میں منتجہ قانونی اور ضابطہ کی ترمیمات کی جائیں۔

(د) کہ پاکستان کے تمام شہریوں‘ خواہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں‘ کے جان و مال‘ آزادی‘ عزت اور بنیادی حقوق کا پوری طرح تحفظ اور دفاع کیا جائے گا۔ اس فیصلہ تک پہنچنے کے مراحل کیسے طے ہوئے؟ اس میں کیا کیا بحثیں اور رکاوٹیں پیش آئیں‘ اس کی تفصیل مولانا مفتی محمود سے سنئے۔ تفصیل سنانے سے پہلے مولانا مفتی محمودؒ نے حاضرین کانفرنس کو بتایا: ”میں نے اس مسئلے کو حرز جاں بنالیا تھا۔ صبح و شام اسی فکر میں گھلا جاتا تھا۔ میرے ناتواں کندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری تھی۔ بعض دفعہ اسی غم میں مجھے ساری ساری رات نیند نہ

آتی۔ مصلے پر بیٹھا اللہ کے حضور روتا رہتا۔ میرا دامن آنسوؤں سے بھیگ جاتا اور دعائیں مانگتے مانگتے صبح ہو جاتی"۔

مفتی صاحب نے فرمایا:

"اللہ نے دل پھیر دیے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب قرارداد ہم نے پاس کی اور ترمیم آئین میں کی تو ایک ممبر نے بھی خلاف ووٹ نہیں دیا' متفقہ ووٹ دیے۔ بلا استثناء ایک ممبر بھی مخالف ووٹ نہیں دے سکا اور فیصلہ متفقہ ہوا۔

ہم سے وہاں کچھ لوگوں نے غلطی کرانی چاہی۔ جب فیصلہ ہوا تو انہوں نے کہا: بس ٹھیک ہے' مسلمان کی تعریف جامع کریں گے۔ یہ نکل جائیں گے۔ بس کافی ہے۔ ہمارا مطالبہ یہ نہیں کہ تعریف کرو مسلمان کی۔ مسلمان کون ہوتا ہے؟ غیر مسلم کون ہوتا ہے؟ یہ مطالبہ قوم کا نہیں' قوم کا مطالبہ یہ ہے کہ مرزائی فرقہ کا نام لے کر مشخص اس فرقے کو کافر قرار دے دو۔ مطالبہ قوم کا یہ ہے' یہ تو مطالبہ نہیں ہے کہ تعریف کرو مسلمان کی کہ کیا تعریف ہے۔ آخر یہ ہوا کہ جو ایک دفعہ آئین میں جس میں یہ ہے: اس دفعہ میں۔۔۔ کہ غیر مسلم اقلیتیں پاکستان میں' جن کے لیے انہوں نے حق دیا ہے' اسمبلی کی ممبر شپ کے لیے' اس میں چھ فرقے شمار کیے گئے نام لے کر: سکھ' عیسائی' پارسی' ہندو' بدھ مت' اچھوت۔ چھ فرقوں کا نام لے کر۔ یہ ہیں پاکستان میں غیر مسلم اقلیت۔ ہم نے کہا یہ اچھوت جو ہے' اس کے پیچھے مرزائیوں کا نام لکھو۔ پیچھے جگہ بھی بڑی مناسب تھی ان کے لیے۔ اس پر بڑی بحث ہوئی۔ اپنی میٹنگ میں حکومت سے میٹنگوں میں میں نے کہا' اس میں لکھو مرزائی فرقہ۔۔۔ مرزائی اور بریکٹ میں لکھو قادیانی اور لاہوری۔ حفیظ پیرزادہ گورنمنٹ کی وکالت کر رہا تھا اور کوثر نیازی صاحب بھی۔ انہوں نے کہا' یہ تو مرزائی اپنے آپ کو کہتے ہی نہیں۔ آپ مرزائی لکھ دیں تو وہ کہیں گے کہ وہ مرزائی نہیں ہیں۔ ایسا نام لکھو کہ وہ بھی تسلیم کریں کہ ہم وہی ہیں' احمدی۔

ہم نے کہا احمدی ہم ان کو نہیں مانتے۔ وہ احمدی نہیں ہیں' وہ تو تحریف کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

وہ کہتے ہیں اس سے مراد نعوذ باللہ مرزا ہے' تو ہم نے کہا: ہم احمدی مانتے ہی نہیں ان کو۔ دستوری نام دینا چاہتے ہیں آپ۔ غلط کام۔

اس نے کہا: پھر مرزائی وہ نہیں کہتے اور احمدی تم نہیں مانتے۔ پھر کیا نام لکھیں؟

میں نے کہا: نام لکھو تم یہ" مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار" اور پھر بریکٹ میں کو (قادیانی گروپ اینڈ لاہوری گروپ) میں نے کہا: مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ دیکھو مرزا "غلام احمد قادیانی" یہ تین لفظ دنیا میں میرے سوا کسی اور کو صادق نہیں آتے۔ میرا ہی نام ہے صرف مرزا غلام احمد قادیانی۔ میں نے کہا: اتنی تخصیص ہوئی اس کی' اس کی اپنی زبان سے۔ اسی کو لکھو۔

اب پیرزادہ صاحب جو ہیں وہ حیران رہ گئے۔ انہوں نے کہا: مفتی صاحب! اس پری زادے کا نام کیوں دستور میں رکھتے ہو' سارا دستور پلید ہو جائے گا۔ اب میرے جذبات کو اس نے ابھارنا چاہا کہ سارا دستور پلید ہو جائے گا اس کا نام رکھ کے۔

میں نے کہا: کوئی بات نہیں پیرزادہ صاحب! قرآن میں ابلیس بھی ہے' فرعون بھی ہے لیکن قرآن پھر بھی پاک کتاب ہے۔ اس پر لعنت ہی بھیجیں گے نا۔ ہم نے کون سا اس کو مبارک باد دینی ہے۔ اگر قرآن ان کافروں کے ناموں سے نہیں پلید ہوتا' پھر بھی پاک کتاب' مبارک کتاب ہے تو یہ بھی۔ ہمارا دستور پلید نہیں ہوتا۔ پھر انہوں نے کہا: دیکھو دستور میں کسی آدمی کا نام نہیں ہوتا۔ اصول ہوتے ہیں' نام نہیں ہوتا۔

میں نے کہا: اسی دستور کے دیباچے میں دکھا دیں؟ دستور کا حصہ ہے وہ بھی۔ اس میں قائد اعظم محمد علی جناح کا نام ہے' ہے یا نہیں۔

اس نے کہا: قائد اعظم کا نام آ سکتا ہے۔

اور پھر اس دستور میں' جس میں ہم نے مسلمان کی تعریف کی' حضور ﷺ کا اسم گرامی حضرت محمد ﷺ کا نام بھی تو نام دستور میں ضرورت کے لیے آ سکتا ہے۔

آخر وہ غریب بے بس ہو گیا اور اس نے کہا: ایسا کرو کہ احمدی اور یہ قادیانی اور لاہوری بریکٹ میں۔ ہمارے کچھ ساتھی بھی اس پر آمادہ ہو گئے تھے کہ یہ ہو جائے' اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ بات تو واضح ہو گئی۔ میں نے کہا: نہیں' میں نے انہیں کہا کہ میرے ساتھ دوسرے کمرے میں چلو'

میں تمہیں سمجھاتا ہوں۔ میں نے کہا: ان کے سامنے میں کیا بحث کروں۔ میں نے ان سے کہا کہ دیکھو اگر آپ دستور میں لکھتے ہیں احمدی۔ بی۔ اور پیچھے بریکٹ میں کریں قادیانی گروپ اینڈ لاہوری گروپ' تو بریکٹ بند دستور کا جزو نہیں ہوتا۔ وہ وضاحت کے لیے تشریح کے لیے ہوتا ہے' لیکن دستور کا حصہ نہیں ہوتا۔ بریکٹ بند کے معنی یہ ہیں کہ یہ اس فقرے کا اصل حصہ نہیں' تو نام تو ان کا احمدی ہو گیا' پھر بریکٹ دستوری نہیں۔ سب نے کہا: یہ تو بات ٹھیک ہے۔

خیر۔۔۔ میں نے کہا: اگر ایسا ہو جائے کہ ہم بجائے ایک گروپ کے۔۔۔ اچھوت۔ آگے لکھیں قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ' یہ دو فرقے بنالیں اور پھر بعد میں بریکٹ میں یہ کہیں جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں' بریکٹ میں وہ آجائیں۔ نام ان کا ہو گیا: قادیانی ولاہوری گروپ اور بریکٹ میں یہ ہو جائے گا کہ جو اپنے کو احمدی کہتے ہیں' جیسا کہ اپنے کو وہ احمدی کہتے ہیں تو یہ بریکٹ میں بند ہو جائے گا۔ یہ حصہ نہیں دستور کا۔ اس پر بڑی بحث کے بعد اتفاق ہو گیا اور رات کو پھر بارہ بجے تک ہم نے بھٹو صاحب سے بحث کی۔ وہ نہیں مانتے تھے۔ اوہو' اوہو! اتنی بحث اور یہ حضرات پنڈی میں بیٹھے ہمارا انتظار کر رہے تھے کہ کیا فیصلے کراتے ہیں اور کل آخری رات ہے۔ چھ اور سات کی درمیانی رات۔ بارہ بجے تک بیٹھے رہے' آخر اس سے منوالیا"۔

مسلمانو! اس عظیم الشان اور تاریخی فتح کا تاج ان شہیدوں کے سر ہے' جنہوں نے سنگینوں کے سائے میں عشق رسول ﷺ کی داستانیں رقم کیں' جنہوں نے عقوبت خانوں کے اندھیروں میں درود شریف کا چراغاں کیا' جنہوں نے گولیوں کی خوفناک تڑتڑ کا جواب ختم نبوت زندہ باد کے نعروں سے دیا' جنہوں نے اپنی جوانی کا گرم خون دے کر چراغ ختم نبوت کو فروزاں رکھا' جو چہرے پہ مسکراہٹیں سجائے موت سے ہم آغوش ہوگئے' جنہوں نے اپنی لاشوں کا بند باندھ کر جھوٹی نبوت کے منہ زور سیلاب کو روکا' جنہوں نے اپنے خون ناب سے سڑکوں پر ختم نبوت زندہ باد تحریر کیا۔ ظالموں نے جن کی لاشوں کو جانوروں کی طرح گلیوں اور بازاروں میں گھسیٹا۔ جن کی لاشیں غائب کر کے ویرانوں میں دبادی گئیں' جن کی لاشیں ٹرکوں میں بھر کر دریائے راوی میں بہادی گئیں' جو عشق رسول ﷺ میں اپنے بچوں کو داغ یتیمی دے گئے۔ تحفظ ختم نبوت کے مشن میں جن کی بیویوں کے سہاگ اجڑ گئے۔ ناموس مصطفیٰ کے تحفظ میں جن کے بوڑھے والدین کے سہارے ٹوٹ گئے۔

اے جان دینے والو محمد کے نام پر
ارفع بہشت سے بھی تمہارا مقام ہے
تحریک پاک ختم نبوت کے عاشقو
والا! تم پر آتش دوزخ حرام ہے

سلام محبت و عقیدت

سلام ان پر جنہوں نے سنت سجاد زندہ کی
سلام ان پر جنہوں نے کربلا کی یاد زندہ کی
سلام ان پر کہ جو ختم نبوت کے تھے شیدائی
سلام ان پر کہ جن کی جرات رندانہ کام آئی
سلام ان پر جنہوں نے مشعلیں حق کی جلائی ہیں
سلام ان پر جنہوں نے گولیاں سینوں پہ کھائی ہیں
سلام ان پر جو جیتے تھے فقط اسلام کی خاطر
جناب خواجہ دوسرا کے نام کی خاطر
سلام ان پر کہ جو ختم رسالت کے تھے پروانے
جو عاقل باخدا تھے اور حضور خواجہ دیوانے
سلام ان پر کہ جن کی غیرت ایمان تھی زندہ
سلام ان پر قیامت تک ہے جن کا نام پائندہ

اخبار ختم نبوۃ

عالمی ختم نبوت کانفرنس کی کامیابی پر اظہار تشکر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد صاحب، تحفہ قادیانیت کے مولف مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا اللہ وسایا، مولانا عبدالرحمان، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد سلیم دھورات، حاجی عبدالرحمان یعقوب باوا، مفتی محمد جمیل خان، مولانا منظور احمد الحسینی، مولانا سعید احمد جلالپوری نے گیارہویں عالمی ختم نبوت کانفرنس کی بھرپور کامیابی پر اللہ رب العزت کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور نبی اکرم ﷺ کے عقیدہ ختم نبوت کی برکت اور معجزہ ہے کہ بغیر کسی لالچ اور مفادات کے اپنے ذاتی اخراجات پر مسلمانان یورپ انگلینڈ کے ایک ایک قریہ اور شہر سے، جرمن اور بیلجیم تک سے اس کانفرنس میں شرکت کے لئے آئے تاکہ قیامت کے دن ان کا نام نبی اکرم ﷺ کے جانثاروں میں شامل ہو اور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت نصیب ہو۔ ان علماء کرام نے جمعیت علماء اسلام کے تمام کارکنوں اور علماء کرام کا عمومی طور پر اور مفتی محمد اسلم، مولانا عبدالرشید ربانی، محمد معصوم خان، مولانا سلیم خان، غلام اکبر خان غالب، صوبہ خان، سید حسن، فیض الحسن، مولانا گل محمد، مولانا خورشید، مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی، مولانا قمرالزمان کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کیا کہ ان حضرات کی دن رات محنت اور کانفرنس کے دن کے انتظامات کی نگرانی اور میزبانی سے یہ کانفرنس مکمل طور پر کامیاب ہوئی۔ ان علماء کرام نے برمنگھم کے مسلمانوں اور سینٹرل مسجد، زکریا مسجد، حمزہ مسجد، مسجد عمر، صدام مسجد، جامع مسجد والسال کے منتظمین کا بھی شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے انگلینڈ سے آئے ہوئے مہمانوں کی خاطر مدارات کی، اللہ تعالیٰ سب کو نبی اکرم ﷺ کے طفیل دنیا و آخرت کی برکات و ثواب سے نوازے۔

ملک کی ممتاز دینی درسگاہ جامعہ خیرالمدارس ملتان کا
65 واں
عظیم الشان سالانہ اجلاس
حسب روایت
18، 19، 20 اکتوبر 1996ء
بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہو رہا ہے جس میں پاکستان کے علاوہ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، برطانیہ، ہندوستان اور دیگر ممالک کی ممتاز علمی، دینی شخصیات، مشائخ عظام، علماء کرام، مذہبی سکالر اور قائدین شرکت فرما رہے ہیں
جامعہ کے فضلاء، احباب، رفقاء، معاونین و محبین ان تاریخوں کو نوٹ فرمالیں
الداعی الی الخیر: محمد حنیف جالندھری مہتمم جامعہ خیرالمدارس ملتان
فون 544440-75783

فتنہ قادیانیت‘ انگریز سامراج کا پیدا کردہ سیاسی و سازشی فتنہ ہے ختم نبوت کے رضاکار انشاء اللہ اس فتنے کی ہر سازش کو پیوند خاک کر کے دم لیں گے‘ (مولانا نذیر احمد تونسوی)

کراچی (رپورٹ: ابو مریم) گزشتہ دنوں جامع مسجد ریاض دہلی مرکنٹائل سوسائٹی جامع مسجد ربانی گلشن اقبال‘ جامع مسجد رضوان دہلی کالونی‘ جامع مسجد ابراہیم ماڈل کالونی‘ بلدیہ ٹاؤن سعید آباد‘ جامع مسجد رحمانیہ نارتھ کراچی‘ مدرسہ تعلیم القرآن خداداد کالونی‘ کوکن سوسائٹی‘ جامع مسجد فلاح فیڈرل بی ایریا نصیر آباد‘ جامع مسجد محمدی کلفٹن‘ جامع مسجد چھوٹی دہلی کالونی‘ مدینہ مسجد برنس روڈ سعید آباد‘ جامع مسجد بلال ورگ روڈ‘ جامع مسجد مریم منظور کالونی‘ جامعہ دارالعلوم الصفہ سعید آباد‘ جامع مسجد سی پی برار کالونی‘ جامعہ اسلامیہ اورنگی ٹاؤن اور جامع مسجد حنفیہ ملیر میں مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا نذیر احمد تونسوی‘ مخدوم آدم کے خطیب اور مجلس کے مرکزی رہنما علامہ احمد میاں حمادی‘ مرکزی مبلغ مولانا جمال اللہ الحسینی صاحب‘ جناب محمد انور رانا اور مولانا عبدالقیوم نعمانی نے کہا کہ قادیانیت برطانوی سامراج کا پیدا کردہ‘ وہ سیاسی اور سازشی ٹولہ ہے۔ جس کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ فتنہ قادیانیت نے اپنی تحریک کو مذہبی روپ دے کر مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے اور ان کی وحدت ملی کو پارہ پارہ کرنے کی خوفناک سازش دور فرنگی میں تیار کی تھی۔ اور آج ملت اسلامیہ سے مکمل طور پر جدا کئے جانے‘ غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے باوجود قادیانی فتنہ ایک ایسا ناسور بن چکا ہے‘ جو اپنے کفریہ عقائد و نظریات کے ماتھے پر اسلام اور مذہب کا لیبل چپکائے رکھنے پر مصر ہے‘ اور یہ اس لئے کہ انگریز کا یہ خود کاشتہ پودا عالمی صیہونی تحریک کا آلہ کار ہے۔ یہ فتنہ یورپ کا تربیت یافتہ اور اسرائیل کا ایجنٹ ہے اور اپنے مغربی آقاؤں کے مخصوص سیاسی مفادات کی خاطر امت مسلمہ کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے لئے مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کرنے پر تیار نہیں۔

انہوں نے کہا کہ فتنہ قادیانیت کو وجود میں آئے ہوئے ایک صدی سے زیادہ عرصہ بیت چکا ہے لیکن قادیانیت کے دجل و فریب کا مکروہ دھندہ آج بھی شدت سے جاری ہے۔ قادیانی ہمارے معاشرے میں جگہ جگہ گھات لگائے اور کفریہ عقائد و نظریات کا جال بچھائے بیٹھے ہیں۔ اور مختلف طریقہ ہائے واردات اپنا کر سادہ لوح مسلمانوں‘ خصوصاً نوجوان نسل کے ایمان پر بڑی عیاری و مکاری کے ساتھ ڈاکہ ڈال کر انہیں دولت ایمان سے محروم کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ اور اپنے آپ کو تمام قانونی پابندیوں سے بالاتر سمجھ کر آئین پاکستان کی کھلم کھلا خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

ان حالات میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی رہنمائی کا فریضہ ادا کرتے ہوئے قادیانیت کے کفریہ عقائد کو طشت ازبام کر رہی ہے۔ اور اہل اسلام کو قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں اور اسلام دشمن سرگرمیوں سے بروقت آگاہ کر کے اپنا فرض منصبی ادا کر رہی ہے۔

انہوں نے کہا کہ آج کل اندرون سندھ اور کراچی شہر میں قادیانیت کی تبلیغی اور تخریبی سرگرمیاں عروج پر ہیں۔ جس سے مسلمانوں میں شدید اشتعال اور فتنہ قادیانیت کے خلاف سخت نفرت پائی جاتی ہے۔ جو کسی وقت بھی قادیانیت کے خلاف تحریک کی شکل اختیار کر سکتی ہے اس سے قبل کہ قادیانیوں کی ناعاقبت اندیشی سے حالات خراب ہوں۔ حکمران طبقے اور متعلقہ افسران کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ قادیانیوں کی خلاف قانون سرگرمیوں کا سختی سے نوٹس لیں اور انہیں قانون کا پابند بنائیں۔

انہوں نے کہا کہ کراچی کے بعض حساس اور پرامن علاقوں اور شعبوں میں قادیانیوں کی سرگرمیاں ایک سازش کے تحت حالات کو خراب کر کے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے بڑے زور و شور سے جاری ہیں۔

لیکن قادیانیوں کو یہ معلوم ہو جانا چاہئے کہ مسلمان ہر مسئلے میں نرمی اختیار کر سکتے ہیں۔ لیکن عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں مسلم قوم کی تاریخ گواہ ہے کہ اس نے نہ کوئی نرمی کی ہے اور نہ آئندہ قیامت تک ہوگی۔ کیونکہ مسلمان قوم ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے مسئلہ پر بڑی حساس ہے مسلمانوں نے ہر دور میں اپنی زندگیاں لٹا کر اپنے خون جگر سے عقیدہ ختم نبوت کی آبیاری کر کے آنحضرت ﷺ سے اپنی بے پناہ عقیدت اور ناقابل تقسیم محبت کا ثبوت دیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ اگر حکومت نے ملک و ملت کے باغی و غدار گروہ قادیانیت کی سرگرمیوں کا کوئی نوٹس نہ لیا تو پھر ختم نبوت کے رضاکار خود میدان عمل میں اتر کر سرور کائنات ﷺ کے گستاخوں اسلام کے غداروں اور گورے انگریز کے فرزند ناہموار مرزا قادیانی کے ناپاک وجود سے جنم لینے والے فتنہ مرزائیت کی ہر سازش کو ان شاء اللہ پیوند خاک کر کے دم لیں گے۔

لاؤڈ اسپیکر پر اذان دینا

بلا کراہت جائز ہے اور اذان کی آواز کا بلند ہونا مندوب ہے بشرطیکہ نہ تو موذن بہ تکلف آواز کو بہت زیادہ بلند کرے اور نہ ہی لاؤڈ اسپیکر کا ساؤنڈ والیم اتنا تیز کیا جائے کہ لوگوں کی اذیت کا باعث ہونے لگے کیونکہ ایسا تکلف فقہاء کے ہاں غیر مستحسن ہے۔

تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

فرما گئے یہ ہادی ؐ لا نبی بعدی

ختمِ نبوّت کانفرنس

پندرھویں سالانہ

دو روزہ

بتاریخ ۳-۴ اکتوبر ۱۹۹۶ء بروز جمعرات، جمعۃ المبارک

مطابق ۱۹-۲۰ جمادی الاول ۱۴۱۷ھ

مُسلم کالونی (ربوہ) صدیق آباد

مخدوم المشائخ

حضرت مولانا **خان محمّد** صاحب مدظلہٗ

امیر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت پاکستان

عُلماء، مشائخ

سیاسی قائدین

دانشور اور وُکلا

خطاب فرمائینگے

کانفرنس میں بعد عصر تا مغرب فتنۂ قادیانیت کے متعلق سوال و جواب کی محفل منعقد ہوگی جس میں ہر شخص کو تحریری سوال کرنے کی اجازت ہوگی۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب جواب دینگے۔

عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت پاکستان

فون ملتان
۵۸۳۴۸۶
۵۱۴۱۲۲
کراچی ۷۷۸۰۳۳۷